صفحات من اخبار الانبیاء والعلماء والاولیاء والحکماء فی

الصبر علی الزوجات والحلم علیهن

بیویوں کی ایذارسانی پر صبر

مصنف:
یوسف ابجیک السوسی

مترجم:
فرحان رفیق قادری عفی عنہ

فہرست

بیویوں کی ایذا رسانی پر صبر

الانتساب

اُس ذات اقدس کی طرف جنہوں نے عورتوں کو نا صرف جینے کا حق دیا بلکہ ان کے ساتھ حسن سلوک بردباری اور حلم سے پیش آئے اور اسی کا حکم اپنی امت کو بھی ارشاد فرمایا۔

یعنی

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس کتاب کا ترجمہ کیوں، کیسے؟

شادی ایک ایسا بندھن ہے جس میں بندھنے کی تقریبا ہر مسلمان کو تمنا ہوتی ہے کہ جہاں انسان اپنی نسل کو عقلی اور نقلی طور پر درست طریقے سے آگے بڑھا سکتا ہے وہیں اپنی محبتوں چاہتوں کے جذبات ایک پاک اور مقدس رشتے کے ساتھ نباہ سکتا ہے۔

دورِ حاضر میں جہاں زنا اور بدکاری عام ہے وہیں بے شمار مسلمان چاہے وہ بے عمل اور سیاہ کار ہی کیوں نہ ہوں صنفِ مخالف کی چاہ دل میں رکھ کر اس سے نکاح کی تمنا دل میں لیے بیٹھے ہوتے ہیں۔

مسلمان آج بھی شادی کرنے کو فوقیت دیتے ہیں لیکن یہ حقیقت بھی اٹل ہے کہ انسان جیسا سوچتا ہے ویسا ہوتا نہیں۔ شادی کے بعد دیکھے جانے والے سہانے خواب ناچاکیوں میں بدل جاتے ہیں اس کی ایک بڑی وجہ اپنے ہمسفر پر تکلیف مالا یطاق یعنی ایسا بوجھ ڈال دینا ہوتا ہے جس کو وہ اٹھا نہیں سکتا۔ ہم اپنے ہمسفر سے ایسی توقعات رکھتے ہیں جن پر پورا اترنا اس کے لیے ناممکن ہوتا ہے کہ آخر وہ بھی ایک خطا کرنے والا، دل و دماغ اور نفس رکھنے والا انسان ہے۔

دوسری وجہ مرد و عورت کا ایک دوسرے کی نفسیات کو نہ سمجھنا ہے کہ مرد عورت کو مرد کی طرح اور عورت مرد کو عورت کی طرح دیکھنا چاہتی ہے جبکہ ان دونوں کی نفسیات، عادات نقطہ نظر، لغت، گفتگو، سوچ، خیالات، خوشیاں، مقاصد سب مختلف

ہیں پھر ایک ہی لاٹھی سے دونوں کو ہانکنا عقل مندی نہیں بلکہ ظلم ہے۔

(اس موضوع پر میرے چند کالم کتاب کے آخر میں ملاحظہ کیجیے!)

مفید مطالعے کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ انسان کو درپیش آنے والے یا درپیش شدہ معاملات اور مسائل وغیرہ کے متعلق مطالعہ شروع کر دے۔اسی قسم پر عمل کرتے ہوئے بہت سے عام لوگ خاص بن گئے اور اپنے زندگی میں کارہائے نمایاں انجام دینے لگے۔میں شادی سے پہلے ہی مطالعے کی اس قسم پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ادنیٰ سا طالب علم ہونے کے ناطے ایسی کتابوں کی ٹو میں لگ گیا جو میاں بیوی کے تعلقات کو سمجھنے اور سلجھائے رکھنے کے طریقے بتاتی ہوں ،اسی دوران سوشل میڈیا پر بعض دوست احباب کی جانب سے (ان کا نام یاد نہیں، ہوتا تو ضرور لکھتا) اس کتاب کا علم ہوا۔دوستوں نے اچھے تاثرات بھی دئیے میں نے مکتبہ المدینہ العربیہ کراچی کے آصف مدنی صاحب سے رابطہ کر کے یہ کتاب منگوائی جو مجھے مکتبہ المدینہ گجرات کے حسین بھائی سے موصول ہوئی۔کتاب ملتے ہی اس کا مطالعہ شروع کر دیا۔

صاحبِ ذوق پر مخفی نہیں کہ کتابوں میں تکرارِ موضوع طبعیت میں سستی پیدا کرتا ہے۔کتاب ہذا کا جب مطالعہ شروع کیا تو اس کا حرف حرف نیا اور لذید محسوس ہوا۔عادت یہ ہے کہ جو بھی پڑھا جاتا، مفید لگتا تو سوشل میڈیٔیا پر ضرور ڈال دیا جاتا۔اس کتاب کے چیدہ چیدہ واقعات اور نکات اپنے الفاظ میں ڈھال کر عام کیے ۔۔تو۔۔بہت سے دوست احباب نے سراہا اور پسند کیا۔بعض نے ان کو مزاح کی نظر

کر دیا۔ جبکہ فی الحقیقت کتاب ہذا اہم معاشرتی مسائل کو حل کرتی دکھائی دیتی ہے۔ اسی دوران قبلہ قاری لقمان شاہد گجراتی صاحب حفظہ اللہ نے ان مضامین کو دیکھتے ہی فرمایا کہ کتاب کا ترجمہ کر دیجیے۔ ان کی ترغیب پر میں نے ترجمہ شروع کر دیا۔ جو کہ اب آپ کے ہاتھ میں ہے۔

کتاب کی ساری گفتگو صبر سے متعلق ہے۔ صبر کا ذکر اور درس جتنا آسان ہے اتنا ہی صابر بننا مشکل۔۔۔ اور مشکل کیوں نہ ہو کہ اسی کی جزا اتنی عظیم ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ان اللہ مع الصابرین

بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

جس کام کی جزا میں رب تعالیٰ کی معیت ہو وہ آسان کیسے ہو سکتا ہے؟

کتاب سے اخذ شدہ چند مضامین میرے ایک دوست اور کولیگ نعیم سیالوی صاحب نے ملاحظہ کیے تو فرمانے لگے آپ کی تحریروں پر میں نے عمل شروع کر دیا ہے۔ میں نے کہا میں تو اسی کشمکش میں ہوں کہ خود مجھے عمل میں دشواری کا سامنا ہے۔ فرمانے لگے آپ عمل کریں یا نا کریں لیکن ترجمہ مکمل کیجیے کیونکہ دوسروں کو اس کا بہت فائدہ ہو گا۔ البتہ یہ بات بھی درست کا جتنی بار مطالعہ ہو گا عمل میں پختگی آتی جائے گی۔

<u>یہ کتاب طلاق دینے کا ارادہ رکھنے والے، شادی شدہ اور شادی کا ارادہ رکھنے</u>

والے تمام افراد کے لیے مفید ہے۔اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ پہلے ہی سال یہ کتاب عربی میں تین بار چھپ چکی ہے۔

ترجمے کا اسلوب:

☆ ترجمے کو آسان سلیس اردو میں ڈھالنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے اور کسی بھی زبان میں ترجمے کا مقصد اہلِ زبان تک تصنیف کے معانی اور مقاصد کو پہچانا ہوتا ہے تاکہ وہ آسانی سے پڑھ اور سمجھ سکیں۔

☆ جہاں سلیس ترجمہ کرنے میں دشواری کا سامنا ہوا وہاں مفہومی ترجمے سے عبارت کے حسن کو برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

☆ کتاب میں موجود قرآنی آیات کے تحت ترجمہِ کنزالایمان لکھا گیا ہے۔

☆ احادیث اور دیگر تمام کتب کی تخریج وہی نقل کردی گئی ہے جو عربی مطبوعے میں نقل کی گئی تھی البتہ بعض مقامات کی تخریج احقر (مترجم) کی جانب سے کی گئی ہے۔ نیز مناسب مقام پر حاشیہ بھی لگایا گیا ہے۔

☆ کچھ جزئیات، عبارات اور روایات کو ترجمے کے دوران حذف کردیا گیا ہے۔ اہل علم اصل کی کتاب کی طرف رجوع کریں۔

☆ بہرکیف ہم نے ترجمہ مکمل کیا اس ترجمے کے دوران جتنے احباب نے تعاون کیا تمام کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

بالخصوص شکریہ

رب تعالیٰ کی ذات کا جس نے ہم جیسوں کو ایمان کی دولت سے نوازا اور اپنے محبوب کریم ﷺ کا امتی بنایا۔

اپنے پیارے نبی خاتم المرسلین **حضرت محمد عربی** ﷺ کا جو دنیا اور آخرت میں ہمیں سنبھالے ہوئے ہیں۔

اپنے مرشد کریم **مولانا الیاس قادری** اطال اللہ عمرہ کا، جنہوں نے اس پر فتن دور میں دینی علوم کی رغبت دلائی اور زندگی کی کایا پلٹی۔

اپنے والدین ،شریکِ حیات ،بہن بھائیوں جن کی دعاوں ،ساتھ اور تعاون سے ہی یہ کام ممکن ہوا۔

قاری لقمان شاہد صاحب جنہوں نے املا کی درستی فرمانے کے ساتھ ساتھ بعض عربی اشعار کے ترجمے بھی کروا کر دیئے ۔نیز **مولانا شہباز مدنی** حفظہ اللہ گوجرنوالہ نے کافی عبارات کے ترجموں میں مدد فرمائی۔ میرے پیارے دوست **سید یونس قادری** المتخصص فی الفقہ نے بھی بعض عبارتوں کے ترجموں میں معاونت کی ۔اس کے علاوہ اپنے تمام اساتذہ کرام کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس قابل بنایا۔ اللہ پاک ان سب کو، میرے والدین، ہمسفر، بہن بھائیوں، دوست احباب تمام کو دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے مالامال فرمائے آمین۔

مصنف کے مقدمے کا ترجمہ

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے جس نے قرآن عظیم میں فرمایا:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً- (الرعد39)

اور بے شک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور ان کے لیے بیبیاں اور بچے کیے

درود و سلام نبی کریم، صاحب خلق عظیم، ہمارے سردار اور مولا حضرت محمد ہادی امین ﷺ پر جنھوں نے شادی کرنے کی رغبت دلائی، اسے اپنی سنت قرار دیا، بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے پر ابھارا اور حسن سلوک کو بھلائی کا معیار قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں کے ساتھ بہتر ہے"۔[1]

آپ کی طیب و طاہر آل اور عزت و درستی والے اصحاب پر بھی درود و سلام ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی معزز کتاب قرآن مجید میں شوہروں کو عورتوں سے حسن سلوک کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ج - اور ان سے اچھا برتاؤ کرو (النسا19)

(1) جامع ترمذی کتاب الرضاع باب ماجاء فی حق المراۃ علی زوجھا امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ ہی عورتوں کی ناپسندیدہ عادتوں پر صبر کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا:

فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔـا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا	پھر اگر وہ تمھیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمھیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔

امام الوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر بیویاں کسی وجہ سے اچھی نہ لگیں تو ان کے ساتھ صبر کا معاملہ کرو، کسی ایک آدھ بات کے برا لگ جانے کی وجہ سے ان کو چھوڑ نہ دو، ہو سکتا ہے جو تمھیں برا لگا ہو، اللہ نے اسی بات میں کثیر بھلائی رکھ دی ہو، کیوں کہ نفس کبھی کبھی اچھی چیز کو برا جانتا ہے، کبھی بری کو اچھا۔ تو انسان کی نگاہ بھلائی کی طرف ہونی چاہیے نا کہ نفسانی خواہش کی طرف۔ اللہ تعالیٰ نے لفظ شَيْـًٔـا اور خَيْرًا کو نکرہ رکھا کہ بیوی کو نہ چھوڑنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وصف بیان کیا اور اس لیے بھی کہ ارشاد باری تعالیٰ عام ہی رہے۔ اسی بنا پر اس آیت سے علما نے استدلال کیا کہ طلاق دینا مکروہ عمل ہے۔[1]

(2) روح المعانی 243/4

نبی کریم ﷺ نے شوہروں کو بیویوں کے محاسن اور اچھی عادات پر طرف نظر رکھنے کی ترغیب دلائی۔

امام مسلم نے صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مومن شوہر مومنہ بیوی کو ذلیل نہیں کرتا اگر اس کی ایک بات بری لگے تو دوسری سے راضی ہوجاتا ہے"۔ [1]

اس حدیث کی شرح میں علما کے مختلف اقوال ہیں

امام نووی اپنی شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

"درست بات یہ ہے اس حدیث میں مردوں کو روکا اپنی بیویوں سے بغض رکھنے سے منع کیا گیا ہے، کہ اگر ایک عادت بری لگے گی تو دوسری عادت دل کو بھا جائے گی کیوں کہ یہ تو عورتوں کی فطرت میں شامل ہے کہ عورت بداخلاق ہونے کے ساتھ ساتھ دین دار، خوب صورت، پاک دامن، ساتھ نبھانے والی وغیرہ بھی ہوتی ہے"۔ [2]

(1) شرح صحیح مسلم للنووی 178/10 حدیث 1469

(2) شرح صحیح مسلم للنووی 178/10

امام قرطبی اپنی تفسیر جامع احکام القرآن میں فرماتے ہیں:

”مطلب یہ ہے کہ شوہر بیوی سے اتنی نفرت نہ کر بیٹھے کہ طلاق دینے لگ جائے، یہ کوئی اچھی بات نہیں۔ بلکہ عورت کی برائی کا بدلہ اچھائی سے دے اور بری لگنی والی بات پر پسندیدہ بات کا پردہ ڈال دے“۔

سب سے ناپسندیدہ عمل طلاق ہے

ہمارے محبوب نبی کریم ﷺ نے تو مسلمان گھرانوں کے لیے بھلائی چاہتے ہوئے طلاق کا ارداہ رکھنے والے پر دروازہ ہی بند فرما دیا، اپنی امت کو سیدھا راستہ دکھاتے، اور تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

”اللہ کے نزدیک حلال کاموں میں سب سے ناپسندیدہ عمل طلاق ہے“۔[1]

امام صنعانی فرماتے ہیں

امام صنعانی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

”اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ کے نزدیک کچھ حلال چیزیں بھی ناپسندیدہ ہیں اور ان چیزوں میں سب سے زیادہ اللہ کو طلاق ناپسند ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے اگرچہ کام تو حلال ہے لیکن اس میں کوئی ثواب ہے اور نہ ہی قرب الٰہی کا ذریعہ۔۔ ناپسندیدہ حلال کاموں کی مثال دیتے ہوئے علماء نے بغیر عذر کے فرض نماز مسجد میں

(1) سنن ابن ماجہ حدیث 2018

نہ پڑھنے کو بھی شمار کیا ہے اور حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ جہاں تک ہو سکے طلاق سے بچنا ہی بہتر ہے"۔[1]

ایک اور حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ نے طلاق سے بڑھ کر کسی بھی ناپسندیدہ چیز کو حلال نہ فرمایا"۔[2]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جبریل علیہ السلام مجھے عورتوں کے متعلق مسلسل وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ عنقریب طلاق حرام ہو جائے گی"۔[3]

اس باب میں اور احادیث بھی موجود ہیں۔

---

(1) سبل السلام 155/6

(2) سنن ابی داود حدیث 2177

(3) العیال لامام ابن ابی الدنیا ص 164 حدیث 843

اگر والدین کہیں کہ بیوی کو طلاق دے دو تو۔۔۔

علمائے کرام نے ان احادیث کے مقاصد کو سمجھتے ہوئے طلاق کی تمنا رکھنے والے کے لیے دروازہ ہی نہ کھولا، حتیٰ کہ بیوی کو طلاق دینے کے معاملے میں والدین کی بات ماننے سے بھی منع کیا جب والدین بیٹے کو حکم دیں کہ بیوی کو طلاق دے دو، حالانکہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دیا ہے۔

مفتیِ حرمِ مکی کا فتویٰ

مفتیِ حرمِ مکی حضرت عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ کا فتویٰ:

حضرت عبداللہ بن مبارک نے اپنی کتاب البر و الصلہ میں نقل فرمایا مجھے ابن لہیعہ نے بتایا انھیں معاویہ بن ریان نے بتایا:

"ایک شخص نے حضرت عطا سے سوال کیا کہ اس کی ماں کہتی ہے بیوی کو طلاق دو گے تو ہی میں راضی ہوں گی اب وہ شخص کیا کرے؟

فرمایا: ماں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو

بولا: تو کیا بیوی کو طلاق دے دوں؟

حضرت عطا نے فرمایا: نہیں

اس نے کہا: ماں تو طلاق کے سوا راضی نہ ہوگی

فرمایا:۔۔۔۔۔۔۔ تیری عورت تیرے قبضے میں ہے اگر طلاق دے گا تو

مسئلہ نہیں اور اگر پاس رکھے گا تو بھی حرج نہیں۔ [1]

امام حسن بصری رحمہ اللہ کا فتویٰ:

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں مجھے حماد بن سلمہ نے بتایا، انہیں حمید نے اور حمید فرماتے ہیں حضرت حسن بصری سے سوال کیا گیا:

ایک شخص کی ماں نے حکم دیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''طلاق دینے میں کسی بھی قسم کی بھلائی اور صلہ رحمی نہیں ہے''۔ [2]

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا فتویٰ:

امام ابونعیم اپنی کتاب حلیۃ الاولیا میں حضرت بشر بن حارث رحمة الله عليه سے نقل کرتے ہیں ایک شخص نے عبداللہ بن مبارک سے عرض کی حضور میری ماں مجھے مسلسل کہتی رہی کہ شادی کرو میں نے شادی کرلی۔

اب کہتی ہے طلاق دو۔

حضرت عبداللہ بن مبارک کہنے لگے:

''اگر تو ماں کی ہر قسم کی فرماں برداری کرتا ہے صرف ایک طلاق دینا ہی رہ گیا ہے تو

---

(1) البر و الصلۃ ص 134 حدیث 59

(2) ایضا حدیث 60

پھر اس عورت کو طلاق دے دے۔۔اور۔۔اگر تو طلاق دے اور پھر ماں کی نافرمانیاں بھی کرے اور اس سے مار بھی کھاتا رہے تو پھر طلاق نہ دے۔"[1]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا فتویٰ:

قاضی ابن ابی یعلی طبقات الحنابلہ میں ابوبکر خواتیمی بغدادی سندی کے باب میں نقل کرتے ہیں۔

ایک شخص نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

میرے والد نے مجھے بیوی کو طلاق دینے کا حکم دے ہے ، کیا میں اسے طلاق دے دوں؟

آپ نے فرمایا: نہیں۔

وہ شخص بولا:

کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو طلاق کا حکم نہیں دیا تھا؟[2]

امام صاحب نے جواب دیا:

(1) حلیۃ الاولیاء 345/8

(2) یہ واقعہ سنن ابن ماجہ میں موجود ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک ایسی عورت سے نکاح کیا جس سے میں محبت کرتا تھا اور میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس عورت کو پسند نہیں کرتے تھے تو انہوں نے مجھے اس عورت کو طلاق دینے کا کہا تو میں نے انکار کر دیا۔ میرے والد نے نبی کریم ﷺ کو بتا دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عبداللہ بن عمر اپنی بیوی کو طلاق دے دو تو میں نے طلاق دے دی۔ مترجم سنن ابن ماجہ 2088

"اگر تمہارا باپ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہے تو دے دو"۔[1]

انبیا، علما، صلحا، فلاسفہ اور حکما کے آنے والے قصوں اور واقعات میں عبرتیں اور نشانیاں ہیں۔ان میں سے بعض کی بیویاں متضاد طبعیتوں والیاں، جلد غصے سے مغلوب ہونے والیاں اور خلوت و جلوت میں بداخلاقی، نازیبا گفتگو، لعن طعن کرنے والیاں بھی تھیں۔

یہ برگزیدہ لوگ ان عادتوں کے باوجود انہی عورتوں کے ساتھ زندگی گزارتے رہے۔نہ ہی ان کو طلاق دی اور نہ ہی بد اخلاق مردوں کی طرح ان عورتوں کے ساتھ برابر تاو کیا، بلکہ یہ برگزیدہ لوگ حلم سے آراستہ رہے اور اپنے علم کے پھل کو ظاہر کیا ،کیوں کہ یہ لوگ جانتے تھے کہ بیویوں سے حلم اور درگزر کرنے کی وجہ سے مولیٰ تعالیٰ ان کے لیے عظیم ثواب لکھ رہا ہے اور اسی بنا پر ان کی خطائیں اور گناہ معاف کرنے کے ساتھ ساتھ بے شمار مشکلات اور عذابوں سے بھی چھٹکارا دیتا ہے۔

بلکہ یہ نیک لوگ تو ایسی عورتوں کے مل جانے کو ولایت کی نشانیاں اور باری تعالیٰ کی عنایتوں کا اشارہ سمجھتے تھے۔

عورتوں کی زبان درازی پر امام غزالی کا فرمان:

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

(1)طبقات الحنابلہ 456/1

”عورتوں کی زبان درازی پر صبر کرنا ایسا کام ہے جس کے ذریعے ولیوں کا امتحان لیا جاتا ہے۔“[1]

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے اپنے مرشد علی خواص رحمہ اللہ کو فرماتے سنا:

”کم ہی اولیا ایسے ہوتے ہیں جن کے پاس ایسی عورت نہ ہو جو انھیں اپنی زبان اور کاموں سے اذیت نہ دیتی ہو“۔[2]

یہ وہ باتیں ہیں جو صاف نیتیں اور اچھے مقاصد ظاہر کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمان کے گھر کی مضبوطی سے حفاظت کرتیں اور میاں بیوی کے درمیان دائمی تعلق کی ضامن بن جاتی ہیں۔

اسی امید پر ہم نے ان قصوں اور واقعات کو جمع کیا تاکہ مشکلات میں پھنسے ہووں کو تسلی مل سکے ،غافل آنکھیں کھول سکیں ،طالب علم افادہ کر سکیں اور شیطان مردود ذلیل و خوار ہو سکے کیوں کہ اس کی کوشش دو محبت کرنے والوں میں جدائی ڈالنا ہی ہوتا ہے۔

(1)احیاء العلوم الدین 49/2

(2)طبقات الکبری للشعرانی 266/2رقم 63

شیطان کا من پسند کام

میاں بیوی میں جدائی ڈالنا شیطان کا من پسند کام ہے

صحیح مسلم میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ابلیس پانی پر اپنا تخت لگاتا ہے پھر اپنی فوج کو فتنوں کے لیے بھیج دیتا ہے۔ ان میں سب سے چھوٹا شیطان فتنہ کرنے میں سب سے بڑا ہوتا ہے۔ جب وہ واپس لوٹتے ہیں تو اپنی کارکردگی بتاتے ہیں کہ ہم نے فلاں فلاں کام کیا۔

شیطان کہتا ہے تم نے کچھ نہیں کیا۔ پھر ایک اور آتا ہے اور کہتا ہے میں ایک مرد کے پیچھے پڑ گیا اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈلوادی۔ ابلیس نے اسے اپنے پاس بلایا اور کہا تم نے اچھا کام کیا ہے''۔[1]

اگر یہ رسالہ بعض لوگوں کی نیتیں درست کرنے، غضب زدہ کا غصہ ٹھنڈا کرنے، ٹوٹتے اور گرتے ہوئے گھروں کو سہارہ دینے میں کامیاب ہوگیا تو ہمیں اپنے مقصود اور چاہت کی شے مل گئی۔

ہم اللہ ہی سے توفیق طلب کرتے اور اسی پاک ذات سے درستی کا سوال کرتے ہیں۔

بیوی کے ساتھ حلم سے کیا مراد ہے؟

مجھے ہمیشہ وہ دن یاد رہتا ہے جو میں نے جامعہ میں پڑھاتے ہوئے اپنے ان

---

(1) صحیح مسلم 2813

شاگردوں سے سوال کیا جو شادی کرنے کی تمنا رکھتے تھے۔۔۔

اگر تمہاری بیوی تمھیں گالی دے دے تو تم کیا کرو گے ؟

سارے یک زبان بول پڑے ، آوازیں مختلط ہو گئیں ،

پھر ہماری عزت ؟

گویا کہ کوئی بھی بیوی کی بدزبانی کو برداشت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جب علم پڑھنے والوں کی یہ رائے ہو تو ہمارے شہروں اور دیگر مسلمان ملکوں میں طلاق کی شرح ناگفتہ بہ حد تک بڑھ جانا کوئی عجیب بات نہ ہو گی۔

فلاح و کامیابی کا راستہ

امت کو محمدی اخلاق اور مصطفوی عادات اپنانے کی ضرورت ہے۔ بردباری، صبر، درگزر ، نرمی ، لچک ، شفقت۔۔۔ خاص کر اہل و عیال اور عام طور پر تمام لوگوں کے ساتھ اپنانے کی اشد ضرورت ہے کہ یہی سرداری کا دروزاہ ، فلاح و کامیابی کا راستہ ہے اور اسی ذریعے ہم دوریوں ، نفرتوں اور جھگڑوں سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

عظمت و شرافت کی نشانی

بیوی کے ساتھ حلیم (بردبار) رہنا ، اس کی تکلیف پر صبر کرنا کوئی بڑا کام نہیں ہے۔ نہ ہی یہ کام کمزوری ، نامردی اور انا کو ٹھیس پہنچانے کی علامت ہے جیسا کہ بعض

جاہل لوگ سمجھتے ہیں۔

بلکہ بیوی کے ساتھ بردباری تو اس امت کے علما کا اخلاق ہے اور ایسا کرنا سمجھ داری اور عظمت و شرافت کی نشانی ہے۔

انسان حلیم کب بنتا ہے؟

علی بن حسن رحمہ اللہ نے فرمایا: کہا جاتا ہے کہ شرافت اور عظمت، ذلت پر صبر کرنے کا نام ہے۔[1]

عیسیٰ بن طلحہ رحمہ اللہ بہت ہی بردبار تھے آپ سے پوچھا گیا حلم کیا ہے؟

فرمایا: ذلت۔[2]

(یعنی ذلت اور بے عزتی کو سہنا اور بدلہ نہ لینا حلم ہے۔)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حلم بہت مشہور تھا۔ آپ نے فرمایا:

حلم ذلت ہے۔[3]

محبوب کی خوشنودی کب حاصل ہوتی ہے؟

امیر مجاہد شیخ عبدالقادر اپنی زوجہ کے متعلق لکھی گئی غزل میں فرماتے ہیں:

---

(1) الحلم لابن ابی الدنیا ص61 رقم 81

(2) ایضا ص35 رقم 30

(3) ایضاً

فما فی الذل للمحبوب عار
محبوب رسوا کرے یہ بری بات نہیں

سبیل الجد ذل للمراد
منزل تک پہنچنے کا سخت راستہ رسوائی ہی ہے

رضا المحبوب لیس له عدیل
محبوب کی رضا کا کوئی چیز مقابلہ نہیں کر سکتی

بغیر الذل لیس بمستفاد
یہ رضا رسوائی کے بغیر حاصل کبھی نہیں ہوسکتی۔ [1]

علامہ ابوعبداللہ محمد بخاری کا بیان

علامہ ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمن بخاری رحمہ اللہ کا بیان:

علامہ ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمن بخاری رحمہ اللہ نے اپنی نفیس اور قیمتی کتاب محاسن الاسلام میں جوبات نقل کی ہے وہ اس باب کی مُہر ثابت ہوگی۔

آپ نکاح کے بعض محاسن بیان کرتے ہوئے اور عورتوں کے ساتھ بردباری پر ابھارتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

(1) رائد الکفاح الجزائری ص169

"نکاح کے جملہ محاسن میں یہ ہے کہ عقل کو حلم کی عادت کے طور پر استعمال کیا جائے کیوں کہ عورتوں میں بے وقوفی غالب رہتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے عورتوں سے فرمایا:

"تم جب بھوکی ہوتی ہو تو شوہروں کو دور کرتی ہو اور جب سیر ہوتی ہو تو سرکشی کرتی ہو"۔ [1]

حلم پسندیدہ عادت میں سے ہے اللہ تعالیٰ کی ذات بھی حلم سے موصوف ہے کہ حلیم اللہ کا نام ہے ۔اللہ تعالیٰ عذاب کے مستحق مجرم کو سزا دینے میں جلدی نہیں فرماتا۔ تو مرد کو بھی چاہیے جب نکاح کرے تو عورتوں کی طرف سے ملنے والی اذیت پر تحمل سے کام لے، ان کے ساتھ بردباری، بھلائی اور معافی کے ساتھ پیش آئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام اچھی عادتوں کو ایک مقام پر جمع فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ(۱۹۹) (اعراف199)	اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو

ہر شادی کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ ہر حال میں عفو سے کام لے، نیکی کا حکم

(1) المقصور والممدود ص383 أبو علی القالی إسماعیل بن القاسم (280ھ--356ھ-).

دے، جہالت سے در گزر کرے یہ واضح محاسن میں سے ہے۔"

حضرت عائشہ کی باندی

مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک باندی چلی گئی تو آپ رونے لگ گئیں، پوچھا گیا کیوں رو رہی ہیں؟ فرمایا:

"اس لیے رو رہی ہوں کہ وہ بے وقوفوں والے کام کرتی تو میں در گزر کر دیتی تھی وہ زبان درازی کرتی تو میں برداشت کرتی تھی"۔

یعنی اب مجھے یہ نیکی نہ مل سکے گی۔ آپ کی وہ باندی انتہائی برے اخلاق والی تھی۔

حلم کی تعریف اور بیوقوفی کی مذمت:

اللہ تعالیٰ نے کچھ بندوں میں حلم کو رکھا اور ان کی تعریف بیان فرمائی اور کچھ میں بے وقوفی کو رکھا اور ان کی مذمت بیان فرمائی۔ حلیم کو حلم اسی لیے دیا کہ وہ بے وقوفوں کو برداشت کر سکے ایسا نہ ہو تو حلم کا کوئی فائدہ ہی نہ رہا

کیوں کہ جو بے وقوف کی بے وقوفی پر تحمل نہیں کر سکتا وہ خود بے وقوف ہے۔

حکایت

ایک شخص کا رفیقِ سفر جدا ہو گیا، وہ اس کی جدائی میں رونے لگ گیا۔

پوچھا گیا کہ کیوں رو رہے ہو؟

بولا: میرا رفیقِ سفر بد اخلاق تھا میں اس کے ساتھ تحمل سے پیش آتا تھا۔

لوگوں نے کہا: اگر تم با خلاق ہوتے تو اس کی بداخلاقی کا تمھیں پتا ہی نہ چلتا۔
پس جو شخص اپنے بھائی کی بداخلاقی جان لے وہ حلیم نہیں ہے اور جو عورتوں سے درگزر نہ کر سکے وہ عورتوں سے بھی کم عقل والا ہے۔[1]

شعر

لن يبلغ المجدَ أقوامٌ وإن كَرُموا
حتّى يذلّوا وإن عَزّوا لاقوام
ويُشتَموا فترى الالوان مُسفِرةً
لا صَفحَ ذُلّ ولكن صفحَ إكرام

عزت دار قومیں بھی ذلیل و رسوا ہوئے اور گالیاں کھائے بغیر بزرگی کے مقام کو نہیں پہنچ سکتیں۔
اگرچہ دیگر قوموں کے ہاں ان کی عزت ہی کیوں نہ ہو۔
تم روشن رنگ دیکھو گے ذلیل کا معاف کرنا کمال نہیں بلکہ کریم کا معاف کرنا کمال ہے۔

(1) محاسن الاسلام و شرائع الاسلام ص 44،45

بیویوں سے درگزر کی وجہ سے ولایت

بیویوں سے درگزر اور بردباری کی وجہ سے ولایت مل گئی !

بعض علما کے نزدیک بیویوں کی اذیت پر صبر ولایت اور بلندی مقام کا سبب ہے

سیدی احمد الرفاعی رحمہ اللہ کا سبق آموز واقعہ

حضرت عارف کبیر سیدی احمد الرفاعی رحمہ اللہ کا سبق آموز واقعہ:

علامہ محمد بن یحیٰ تادفی حنبلی اپنی کتاب قلائد الجواہر میں سید احمد رفاعی رحمہ اللہ کے باب میں فرماتے ہیں:

"شیخ سیدی احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے خواب میں دیکھا کہ آپ صدیقیت کے مرتبے پر فائز ہیں۔

مرید نے یہ بات آپ کو نہ بتائی شیخ رحمہ اللہ کی ایک بداخلاق بیوی تھی جو آپ کو برا بھلا کہتی اور تکلیفیں دیتی تھی۔

وہی مرید ایک دن آپ کے پاس گیا تو دیکھا کہ بیوی نے تندور والا چمٹا پکڑا ہے اور مسلسل آپ کے کندھوں پر مار رہی ہے جس سے سارے کپڑے کالے ہو گئے لیکن شیخ خاموش رہے۔

مرید دیکھ کر گھبرا گیا پیر بھائیوں کو جمع کیا اور بولا:

"بھائیو! یہ عورت پیر صاحب کے ساتھ برا سلوک کرتی ہے ! تم بے حس بنے بیٹھے

ہو۔“

پیر بھائی بولے: ہم نے سنا ہے اس عورت کا مہر پانچ سو سونے کے سکے ہے جبکہ شیخ کے پاس اتنا مال نہیں۔

وہی مرید پانچ سو سکے لے کر شیخ کے پاس گیا اور آپ کی جھولی میں ڈال دیئے۔

پیر صاحب نے پوچھا: یہ کیا ہے؟

مرید نے عرض کی: حضور! یہ اس بدبخت عورت کا مہر ہے جو آپ کے ساتھ زیادتی کرتی ہے دیجیے اور جان چھڑائیے۔

پیر صاحب سن کر مسکرانے لگے اور فرمایا: اس عورت کی مار اور زبان درازی پر اگر میں صبر نہ کرتا تو توں میرا صدیقیت کا مقام بھی نہ دیکھ پاتا۔[1]

(1) قلائد الجواهر ص160 شذرات الذهب ص429/6 جامع کرامات الاولیاء 441/1

شیخ عبدالرزاق رحمہ اللہ کو بیوی کے شکوے

مشہور ولی شیخ عبدالرزاق رحمہ اللہ کو بیوی کے شکوے پر تنبیہ:

علامہ ابو یعقوب یوسف بن یحییٰ تادلی رحمہ اللہ اپنی کتاب التشوف الی رجال التصوف میں لکھتے ہیں:

میں نے عبدالنور بن علی سے سنا ، وہ فرماتے ہیں میں نے شیخ ابو محمد صالح بن ینصارن سے کئی دفعہ یہ واقعہ سنا:

"ہمارے پیر و مرشد شیخ عبدالرزاق بارہا اپنی بیوی کی وجہ سے پریشان رہتے جب بھی آپ کی بیوی آپ کو مارتی آپ اسے چھوڑ کر شیخ ذوالنون مصری رحمہ اللہ کے پاس مصر کے شہر اخمیم چلے جاتے۔

ہم ایک دن ان کے پاس گئے تو دیکھا کہ کپڑے خون سے لت پت ہیں۔۔اور۔۔ سر پھٹا ہوا ہے۔ ہمیں دیکھ کر کہنے لگے کل رات میں اپنے گھر میں تھا اور دروازہ بند تھا۔اچانک ایک شخص نے اندر ہاتھ ڈال کر دروازہ کھولا اور اندر آگیا میں نے کہا تم کون ہو؟

بولا: میں موسی ہروی [1] ہوں۔

عبدالرزاق کہنے لگے: مجھے انھوں نے کہا سنو میں تمھیں ایک واقعہ سناتا ہوں۔ فوراً

(1) موسی ہروی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت کے مشہور ولی تھے آپ کی کئی کرامات مشہور ہیں۔ مترجم

کچھ کہے بغیر واقعہ سنانا شروع کردیا:

"ایک شخص نے سنا کسی علاقے میں مشہور ولی رہتے ہیں۔ وہ تیس دن کی مسافت طے کر کے ان سے ملنے چلا گیا ان ولی کے شہر میں وہ شخص رات کے وقت داخل ہوا۔ اور وہ رات ہی کو ان ولی اللہ کی دیوار کے پاس چلا گیا۔

گھر کے اندر سے اس شخص نے ولی اللہ کی بیوی کی گفتگو سنی۔ بیوی نے بزرگوں کو کھانا دیا اور بولی:

اے ریاکار یہ پکڑ کھانا، اللہ کی قسم جتنا میں تجھے جانتی ہوں اگر لوگ بھی جان لیں تو تجھے پتھروں سے مار ڈالیں۔

وہ شخص عورت کی باتیں سن کر بزرگوں کے متعلق بدگمان ہو گیا۔

بولا: میں اتنی دور سے ان بزرگوں کے پاس برکت حاصل کرنے کے لیے آیا تھا۔ ان بیوی کو تو زیادہ پتا ہے یہ کیسے ہیں۔ اس نے بغیر ملاقات کے واپس جانے کی ٹھان لی۔۔۔پھر۔۔۔

اس نے سوچا آیا ہی ہوں تو حضرت کو دیکھ ہی لینا چاہیے۔

جب صبح ہوئی تو ان کے گھر کا دروازہ کھٹکٹایا۔ شیخ کی بیوی نے بتایا کہ وہ لکڑیاں لینے جنگل کی طرف گئے ہیں۔ وہ شخص بھی جنگل کی طرف چل دیا۔

شیخ رحمہ اللہ کو دیکھا کے درختوں کے درمیان ہیں اور شیر ان کے لیے لکڑیاں

کاٹ رہا ہے۔شیخ نے ان لکڑیوں کو جمع کیا رسی سے باندھ کر شیر کی کمر پر لاد دیا۔ شیران کو آبادی کے قریب تک چھوڑنے آیا، شیخ نے لکڑیاں شیر کی کمر سے اتاریں تو شیر واپس جنگل میں چلا گیا۔اس شخص نے یہ منظر دیکھا تو دوڑ کر شیخ رحمہ اللہ کے ہاتھ چوم لیے۔

بولا: حضور !آپ کو یہ مقام کیسے ملا؟

فرمایا:

جو رات تم نے دیکھا اس پر صبر کرنے سے۔

پھر موسیٰ ہروی رحمہ اللہ نے مجھ سے کہا:

”اور تم وہ ہو عبدالرزاق !جس کی عزت و عظمت اللہ تعالیٰ نے مشرق و مغرب کے دلوں میں عزت ڈال دی۔ سوائے ایک بڑھیا کے سب تمہارے ماتحت ہو گئے اور تم اتنے ناشکرے ہو کہ اس کی بداخلاقی پر بھی صبر نہیں کر سکتے؟“

پھر موسیٰ ہروی غائب ہو گئے ان کی بات سن کر میں نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گرا کہ دیوار میرے اوپر گر گئی جس کی وجہ میں سے زخمی ہو گیا۔

پھر ہمیں شیخ عبدالرزاق نے کہا:

اللہ کی قسم اب مجھے اس کے بعد کوئی پروا نہیں میری بیوی میرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے۔اگر میری داڑھی کے بال بھی نوچ دے تو بھی میں اسے انکار نہیں کروں گا۔“پھر شیخ نے اپنے کپڑے شکرانے کے طور پر فقیروں میں تقسیم کر دیئے انھوں نے

ان کو پہنچ کر مال حاصل کر لیا۔[1]

شاعر کہتا ہے:

علی قدر فضل المرء تاتی خطوبه

بندے پر اسی کی قدر و منزلت کے مطابق ہی مصائب آیا کرتے ہیں

و یحمد منه الصبر مما یصیبه

اور اسے جو بھی دکھ پہنچتے ہیں اس کی طرف سے اچھے صبر کا مظاہرہ کیا جاتا ہے

فمن قل فیما یلتقیه اصطباره

جس کا مصیبتوں پر صبر تھوڑا ہوتا ہے

لقد قل فیما یرتجیه نصیبه

در حقیقت اس کا اخروی راحتوں سے حصہ تھوڑا ہوتا ہے

بیوی کی اذیت پر صبر کا ثواب

بیوی کی اذیت پر صبر کرنے والوں کو کتنا ثواب ملتا ہے؟

بیویوں کی اذیت پر صبر کرنے کا کثیر ثواب ہے جس کی وجہ سے قیامت والے دن

(1) التشوف ص 239

میزان عمل کا پلہ بھاری ہوجائے گا اور شوہر اس ثواب کو دیکھ کر رشک کریں گے۔

حضرت کعب الأحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جو اپنی بیوی کی اذیت پر صبر کرے، اللہ جل جلالہ اس کو حضرت ایوب علیہ السلام کے اجر کی مانند ثواب عطا فرمائے گا۔ اور جو بیوی اپنے شوہر کی اذیت پر صبر کرے، اللہ تعالیٰ اسے حضرت آسیہ بنت مزاحم (زوجہِ فرعون) کے ثواب جیسا ثواب عطا فرمائے گا۔“[1]

عورتوں کی اذیت پر صبر کے نفسانی فوائد:

عورتوں کی اذیت پر صبر کرنے کا ایک مقصد نفس کی درستی اور اسے مودب بنانا ہے۔

عورتوں کی اذیتوں پر صبر کے علما کے نزدیک کثیر مقاصد ہوتے ہیں جن میں سے ایک نفس کا تزکیہ کرنا ہے کہ تکلیف اور اذیت پر صبر کرنے سے نفس کُشی ہوتی ہے اور اس کے اخلاق درست ہوجاتے ہیں۔

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمہ اللہ کا فرمان

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ان باتوں پر صبر کرنے سے نفس کی ریاضت ہوتی ہے۔ غضب کی آگ بجھتی ہے اور

(1)تنبیہ المغترین للشعرانی ص 61

اخلاق اچھے ہوتے ہیں۔

اکیلا رہنے والا یا لوگوں میں رہنے والے بااخلاق شخص سے بھی باطنی خباثتیں مکمل طور پر ختم نہیں ہوتیں اور نہ ہی اس پر اپنی پوشیدہ بری عادات ظاہر ہوتی ہیں۔

تو آخرت کی راہ کے مسافر پر لازم ہے ان معاملات کے ذریعے اپنے نفس کا امتحان لے اور اسے ان اذیتوں پر صبر کرنے کے لیے تیار کرے اسی طرح اخلاق درست ہوں گے، نفس سدھرے گا اور باطنی بیماریوں سے چھٹکارا مل جائے گا۔"[1]

اگلے لوگوں کے اخلاق

بھلائیوں سے مالامال اگلے لوگوں کے اخلاق ایسے ہی تھے۔

امام ربانی عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ کا فرمان:

امام شعرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"امت کے بعض نیک لوگوں کو جب کسی بداخلاق عورت یا غلام کا پتا چلتا تو اس عورت سے نکاح کر لیتے اور غلام خرید لیتے تاکہ ان کی بداخلاقی پر صبر کر سکیں اسی طرح وہ سرکش گدھا یا خچر بھی خرید لیتے تھے ان پر سواری کرتے ان کو فروخت نہ کرتے تھے ان کی سرکشی پر صبر کر کے اپنے نفس کو ورزش کرواتے تھے کیوں کہ اظہار

(1) احیاء علوم الدین 42/2

غضب پر قدرت کے باوجود تیرا صبر کرنا ہی اعلی اخلاق کہلاتا ہے جیسا کہ بیوی یا اولاد کے معاملے میں صبر اسی طرح تمھیں تکلیف دینے والوں لوگوں کو معاف کر دینا بھی اعلی اخلاق کی مثال ہے اور یہ اللہ تعالی کے اس فرمان پر عمل کرنا ہے :اِذَا مَا غَضِبُوۡا هُمۡ يَغۡفِرُوۡنَ (الشوری ۳۷) اور جب انہیں غصہ آئے تو معاف کر دیتے ہیں۔

اور اسی طرح انسان کی برائی کرنے، برا بھلا کہنے والے کے ساتھ بھلائی کرنا اور ان کو نفع دینا بھی اعلی اخلاق کی مثال ہے کہ دوسرے کا برا سلوک اسے نفع پہنچانے سے نہیں روکتا۔[1]

کچھ فلسفی

کچھ فلسفی بھی ان صفات کو اپنائے ہوئے تھے۔

یونانی حکیم اور فلسفی سقراط کا واقعہ:

سقراط یونان کا سب سے مشہور فلسفی ہے۔

یونانیوں کے ہاں نسل کو برقرار رکھنے کے لیے شادی کرنا ضروری تھا تو اس پر بھی شادی کو لازم قرار دیا گیا تا کہ اس کی نسل آگے بڑھ سکے۔ سقراط نے اپنے شہر کی سب

(1) لواقح الانوار القدسیہ فی بیان العہود المحمدیہ ص 362

سے اجڈ بے وقوف عورت سے شادی کی ڈیمانڈ کر دی تاکہ اس کی جہالت کا عادی ہو سکے اور بداخلاقی پر صبر کر سکے، کیوں کہ اس وجہ سے عام وخاص جاہل لوگوں سے تحمل سے پیش آنا سیکھ جائے۔[1]

جب سقراط سے کہا گیا تمہاری ضرور شادی کریں گے تو اس نے کہا ٹھیک ہے بد صورت اور بداخلاق بیوی سے شادی کروادو۔

پوچھا گیا: کیوں؟

بولا: پہلی بات اس کے پاس جانے کو میرا نفس مشتاق نہ رہے۔

دوسری بات اس کی بداخلاقی سے میرے نفس کی پریکٹس ہوتی رہے گی۔[2]

یا حبذا الحلم ما احلی مغبته
جدا و انفعه للمرء ماعشا

حلم وبردباری کیا ہی اچھا وصف ہے جس کا انجام بہت ہی میٹھا ہے
اور جب تک بندہ زندہ رہے نفع بھی بہت زیادہ ہے

(1)نزھۃ الارواح وروضۃ الافراح فی تاریخ الحکماء والفلاسفۃ ص119

[2] ایضًا ص132

قصور بیوی کا نہیں

بیوی کی دی گئی تکلیف میں قصور بیوی کا نہیں بلکہ:۔۔۔

اذیت کے باوجود اذیت کی نسبت بیوی کی طرف نہ کرنا بھی اہل اللہ کا طریقہ ہے۔
علما اور صلحائے امت میں سے بعض نے اخلاق کی یہ نشانی بتائی کہ بیوی کی طرف سے ملنے والی اذیت یا تکلیف کا قصور وار وہ خود کو ٹھراتے تھے۔

امام شعرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اولیا رضی اللہ عنھم کا اخلاق میں سے ہے کہ وہ بیوی کی تکلیف پر صبر کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ بیوی کی جانب سے کسی معاملے میں ہونے والی مخالفت اصل میں ہمارے اللہ تعالی کے ساتھ معاملات میں کمی کا نتیجہ ہے کہ جب اللہ تعالی کی نافرمانی کی تو بیوی نے ہماری نافرمانی کر دی۔

''یہ قاعدہ اکثریہ ہے کلی طور پر ثابت نہیں ہوتا''

کیوں کہ انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہونے کی بنا پر اس کے مصداق نہیں ٹھر سکتے اور وہ عامۃ السلف جو اس نکتے تک نہیں پہنچ سکے، اپنی بیویوں کی اذیتوں پر محض اسی لیے صبر کرتے رہتے ہیں کہ ان سے حاصل ہونے والا نفع ان کی اذیتوں سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ پاک لوگ عورتوں کو کامل طور پر ان کا حق دیتے تھے عورتوں کی مخالفت انھیں حق کی ادائیگی سے نہ روک سکتی تھی کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ والہ وسلم نے

فرمایا:

”امانت والے کو اس کی امانت پوری ادا کرو اور جس نے خیانت کی ہے تم اس کے ساتھ خیانت نہ کرو“[1]

بیوی شوہر کا آئینہ ہے

اسی موضوع کے متعلق عارف باللہ سیدی علی خواص رحمہ اللہ کا وہ قول ہے جو امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے شیخ علی خواص رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”بیوی کے اخلاق دراصل مرد کے ہی اخلاق ہیں کیوں کہ عورت تو مرد سے ہی پیدا ہوئی ہے لہذا جو اپنے اخلاق میں سے کوئی چیز بھول جائے تو اسے اپنی بیوی کے اخلاق پر نظر کرنی چاہیے کہ وہ اسے اس کے ہی اخلاق دکھاتی ہے۔

میرے بھائی اگر تو چاہتا ہے تیری بیوی کے اخلاق درست رہیں تو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرتا رہ۔۔۔

یہ وہ بات ہے جس سے بہت سے لوگ غافل ہیں۔ یہ لوگ بیویوں سے ان کی بد اخلاقی کا شکوہ کرتے رہتے ہیں اور اپنے آپ کو نہیں دیکھتے۔ اگر یہ لوگ ہماری کہی بات جان لیں تو اپنے باطن کی طرف متوجہ ہو جائیں گے پھر اپنے اخلاق و آداب درست

(1) تنبیہ المغترین ص62

مسند الإمام أحمد بن حنبل حدیث 15424

سنن أبي داود 3534

کریں گے تو ان کی بیویاں بھی درست ہو جائیں گیں۔"[1]

امام عبدالوہاب شعرانی کا تجربہ:

پھر امام عبدالوھاب شعرانی رحمہ اللہ شیخ علی خواص رحمہ اللہ کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میں نے اور میری زوجہ ام عبد الرحمن رضی اللہ عنہما نے اپنے اپنے اخلاق کا معاینہ کیا جب بھی میرا ظاہری یا باطنی معاملہ کچھ ٹیڑھا ہوتا تو سزا کے طور پر مجھے بیوی کی طرف سے سختی کا معاملہ پیش آجاتا حالانکہ ام عبدالرحمن ایک باخلاق خاتون ہیں۔اور کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا کہ میں اپنی بیوی کے ساتھ انتہائی اچھے طریقے سے پیش آنے لگتا میرا دل اپنی بیوی سے پیار اور محبت کے معاملات کرنے کو چاہتا کہ اچانک اس کے پاس جاکر میرا دل بدل جاتا مجھے پتا چل جاتا اس سے کوئی غلطی ہوگئی ہے میں اسے چھوڑ کر چلا جاتا تو وہ اپنی حالت ٹھیک کرلیتی۔

رسالہ قشیری میں ہے:

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا بیویوں کے متعلق فرمان:

[1] لواقح الانوار القدسیہ فی بیان العھود المحمدیہ ص 261

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں جب اللہ کی نافرمانی کرتا تو اس کا بدلہ اپنے گدھے، خادم یا عورت کی بداخلاقی کی صورت میں پالیتا ہوں اور جب میں نادم ہو کر توبہ اور استغفار کرتا تو ان کی بداخلاقی ختم ہو جاتی تو مجھے توبہ کی قبولیت کا علم ہو جاتا۔ اور بارہا ایسا بھی ہوا میں نے توبہ اور استغفار تو کی لیکن گدھا، خادم یا بیوی اپنی سرکشی پر ہی رہے میری بات نہ مانی تو مجھے پتا چل گیا کہ میری توبہ قبول نہیں ہوئی۔ [1]

اے بھائی بیوی کا شکوہ کرنے سے پہلے برے اخلاق کے معاملے میں اپنے نفس کی چھان پھٹک کر۔۔ اسی طرح عورت کو بھی چاہیے کہ اپنے شوہر کی نافرمانی کرنے سے پہلے اپنے نفس کی چان پھٹک کر لیا کرے۔'' [2]

بیوی کی نافرمانی پر صبر کی توفیق:

منن کبری میں امام شعرانی رحمہ اللہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''اللہ تعالیٰ نے جو مجھ پر انعام کیا ان میں سے میرا اپنے مریدوں، خادموں اور بیوی کی نافرمانی اور ہٹ دھرمی پر صبر کرنے

(1) البدائیہ والنہائیہ 10/166

(2) لواقح الانوار القدسیہ فی بیان العہود المحمدیہ ص 261

کی توفیق بھی شامل ہے جس کا میں پہلے بھی ذکر کرچکا ہوں۔۔۔
کیوں کہ مجھے علم ہے ہر وجود میرے ساتھ وہی معاملہ کرے گا جو
میرا اپنے رب کے ساتھ ہو گا تو در حقیقت ملامت کے مستحق وہ
سب نہیں بلکہ میں خود ہوں۔

یہ سب تو انسان کے سائے کی طرح ہیں اگر انسان سیدھا ہو گا تو سایہ بھی سیدھا رہے گا اور اگر انسان خود ٹیڑھا ہوا تو سایہ بھی ٹیڑھا رہے گا۔ جو یہ تمنا کرے کہ سایہ سیدھا رہے جبکہ خود وہ ٹیڑھا ہو تو یہ ناممکن سی بات ہے۔

عورت یا خادم کی سرکشی ہمارے اخلاق کی سرکشی کی وجہ سے ہے سیانا بندہ جب اپنی بیوی یا خادم کی عام عادتوں سے ہٹ کر نئی نافرمانی کو ملاحظہ کرتا ہے تو وہ فوراً اپنے اندر جھانکتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے اعمال کی بجاآوری میں مصروف ہو جاتا ہے۔ پھر اس کی رعایا بھی درست ہو جاتی ہے۔"[1]

بیوقوفی

اللہ کا نافرمانی بیوی کو فرماں برداری کا کہنا بیوقوفی ہے

نیز فرماتے ہیں:

"کم عقل شخص اپنی بیوی کو اطاعت و فرماں برداری کا کہتا ہے جبکہ

(1) السنن الکبری ص 395

خود وہ اللہ کا نافرمان ہوتا ہے اور اپنے اعمال درست کرنے کی
کوشش بھی نہیں کرتا۔ایسا کرنے سے بیوی کی نافرمانی اور سرکشی
مزید بڑھ جاتی ہے حتیٰ کہ معاملات عدالت اور طلاق تک پہنچ
جاتے ہیں۔

ایسا شخص سمجھتا ہے نئی بیوی اس کے لیے خیر لائے گی جو کہ خام خیالی ہے، جب تک اپنے نفس کی درستی نہیں کرے گا ہر آنے والی دلہن اس کی نافرمان بن جائے گی اگرچہ شادی سے پہلے نئی عورت فرماں بردار ہی کیوں نہ ہو۔"[1]

اللہ کی پکڑ کا پیمانہ

"جان لو! نافرمانی، بھگوڑا پن اور غضب ناک کر دینے والی اذیت، بڑے گناہ اور چھوٹے گناہ کے اعتبار سے بڑی چھوٹی ہو جاتیں ہیں۔ جب گناہ بڑا ہو گا تو رعایا کی جانب سے نافرمانی بھی بڑی صادر ہو گی۔

شوہر یا سردار جوں جوں بیوی کی نافرمانی، خادم کے بھگوڑے پن اور جانور کی سرکشی کو روتے ہمیں معلوم ہو جاتا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی سخت پکڑ میں آ چکے ہیں۔

پھر سب سے زیادہ امتحان میں وہ لوگ پڑتے ہیں جن کی رعیت ان کے محبوب بندے ہوتے ہیں حق تعالیٰ اپنے ان بندوں پر رحمت کرتے ہوئے خوب آزمائش میں

(1) السنن الکبری ص 395

ڈالتا ہے یہ لوگ چاہنے کے باوجود بھی قطع تعلقی نہیں کرتے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے میں غافل بھی نہیں رہتے جب کہ ان کے علاوہ کے بس میں یہ بات نہیں ہے۔"[1]

پھر امام شعرانی رحمہ اللہ شیخ علی خواص رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں:

"مرد کو بیوی، غلام، جانور وغیرہ کے ذریعے ہر وقت آزمایا جاتا ہے اگر یہ معاملات مرد دل پر لے لے، میلان کی وجہ سے دل کی گہرائی تک پہنچ جائیں تو یہ بات مرد کو ہلاک کر دے گی۔ اگر دل پر نہ لے تو اس کا ظاہر پر اثر ہوتا ہے۔

اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ مرد اپنی بیوی کو دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتا یوں اس کا رزق تنگ کر دیا جاتا ہے۔ شک نہیں کہ یہ سزا دل پر لینے والی سزا سے آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات غیرت مند ہے جو اللہ کی اجازت کے بغیر غیر اللہ کی طرف منہ پھیرے اسکے دل میں زہریلا تیر ٹھوک دیا جاتا ہے اس کی دنیا و آخرت تباہ ہو جاتی ہے۔ اللہ اس پر رحم فرمائے جو سیدھے دروازے کے راستے گھر آتے ہیں، عورت کی نافرمانی کا شکوہ اس سے نہیں کرتے بلکہ اپنے نفس کو

(1) المنن الکبریٰ ص 395

ملامت کرتے ہیں کہ جس کے نافرمان ہونے کی وجہ سے بیوی
نافرمان ہوگئی۔"[1]

بیوی مجھ پر غالب آگئی

میں (مصنف) کہتا ہوں یہ موقف عارف کبیر مولانا سیدی العربی الدرقاوی رحمہ اللہ کا بھی ہے جو آپ نے اپنے ایک رسالے میں تحریر فرمایا:

"کسی فقیر نے مجھے کہا میری بیوی مجھ پر غلبہ پاگئی ہے۔

میں نے اس سے کہا:

عورت نے تجھ پر غلبہ نہیں پایا بلکہ تیرا نفس تجھ پر غالب ہوگیا ہے۔ اور اگر تو نے اپنے نفس پر غلبہ پا لیا تو ساری دنیا فتح کرلی پھر تیری بیوی بھی تیرے لائق ہوجائے گی۔

اگر ہم نے اپنے نفس امارہ کو قتل کردیا تو گویا کہ ہم نے تمام ظالموں کو قتل کردیا اور اللہ کی لعنت ہو جھوٹوں پر۔"[2]

ابن جوزی کے پاس بیوی کی شکایت لانے والا شخص

یہی موقف امام حافظ ابو الفرج عبد الرحمن بن جوزی رحمہ اللہ کا بھی ہے آپ نے اپنی کتاب صید الخاطر میں فرمایا:

---

(1) السنن الکبری ص 395

(2) رسائل مولای العربی الدرقاوی ص 30

"مجھے ایک شخص نے شکایت کی کہ میں اپنی بیوی سے سخت نفرت کرتا ہوں اور کچھ معاملات کی بنا پر اسے چھوڑ بھی نہیں سکتا۔ سب سے اہم یہ کہ میں نے اس کا بہت سال مال واپس کرنا ہے اب میرا صبر بھی ختم ہو چکا ہے اگر میں شکوے شکایت کرتا اور گفتگو کرتا رہا تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا مجھے اس سے کتنی نفرت ہے۔

میں (امام جوزی) نے اسے کہا: ایسی باتوں کا کوئی فائدہ نہیں، گھر میں سیدھے راستے سے ہی داخل ہونا چاہیے۔ تجھے چاہیے اپنے نفس کو خالی کر تو معلوم پڑے گا کہ یہ عورت تو تیرے گناہوں کا نتیجہ ہے۔ پھر تم توبہ اور استغفار میں اضافہ کر دینا، بہر حال بیوی کو ڈانٹنے اور مارنے کا کوئی فائدہ نہیں۔"

ایسا ہی حسن بن حجاج رحمہ اللہ نے فرمایا:

یہ تم پر اللہ کی طرف سے عذاب ہے، اللہ کی سزا کا مقابلہ تلوار سے نہیں بلکہ توبہ و استغفار سے کرو۔ جان لے توں امتحان میں پڑ گیا ہے۔ صبر کرو گے تو اجر ملے گا۔ وَ عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْـًٔا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ (بقرہ216) اور قریب ہے کہ کوئی بات تمھیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو۔

اللہ تعالیٰ سے آسانی کا سوال کر

صبر کرنے والے کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنی قضا کے مطابق فیصلہ فرماتا ہے ۔اللہ تعالیٰ سے آسانی کا سوال کر۔جب تم گناہوں کو توبہ استغفار،قضا پر صبر اور آسانی کے سوال کے درمیان رکھے گا۔۔تو۔۔بندگی کے تینوں فنون تجھے مل جائیں گے پھر توں وقت کو اس چیز میں ضائع نہیں کرے گا جو نفع مند نہ ہو، تیرا یہ گمان بھی ختم ہو جائے گا کہ جو چیز لکھی جا چکی ہے وہ توں دور کر سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اِنۡ یَّمۡسَسۡكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ-(انعام 17)	اور اگر تجھے اللہ کوئی بُرائی پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں۔

حکایت

ہمیں خبر پہنچی کہ ایک فوجی ابوزید کے گھر میں داخل ہو گیا ابوزید نے اسے دیکھا اور رک گیا اپنے کسی ساتھی سے کہاں فلانی عورت کے گھر جاو وہاں سے تازہ مٹی لے کر آو اس فوجی اور اس مٹی میں کچھ مشابہت ہے،اس نے مٹی لائی تو فوجی نکل کر بھاگ گیا۔

تو اپنی بیوی کو اذیت دے ،اس کی کوئی بھی معقول وجہ سمجھ نہیں آتی کہ وہ تو تمہارے اوپر مسلط کردی گئی ہے۔اذیت کے معاملے کو کسی اور طرح حل کر۔

ایک نیک شخص کو کسی نے گالی دی

ایک نیک شخص کا واقعہ مشہور ہے کہ انھیں کسی نے گالی دی تو انھوں نے اپنا منہ زمین پر رکھا اور بولے:

اے اللہ جس گناہ کے سبب یہ مجھ پر مسلط ہوا وہ گناہ معاف فرمادے۔

میں اپنی بیوی سے نفرت کرتا ہوں

ایک شخص کہنے لگا:

”میری بیوی مجھے انتہا درجے کی محبت دیتی ہے اور میری بہت خدمت کرتی ہے۔ پھر بھی میرے دل سے اس کی نفرت نہیں جاتی۔

میں نے کہا: اللہ کی رضا کے لیے اس پر صبر کر تجھے ثواب ملے گا۔

مغفرت کی امید

امام ابو عثمان نیشاپوری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا آپ کو اپنے کس عمل سے امید ہے (جو بخشش کا سبب بنے گا) فرمایا:

”میں جوان ہی تھا میرے گھر والے مجھے شادی کا کہتے میں انکار کر دیتا۔ میرے پاس ایک عورت آئی بولی ابو عثمان میں آپ کو چاہتی ہوں خدا کا واسطہ ہے میرے ساتھ

شادی کرلیں۔ پھر اس نے اپنے والد کو بھیجا۔ والد غریب انسان تھے انھوں نے اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کر دیا۔ وہ بہت خوش ہوگئی جب وہ میرے گھر آئی تو میں نے دیکھا یہ تو کانی، لنگڑی ہونے کے ساتھ ساتھ بدصورت بھی ہے۔

اس کی محبت مجھے گھر سے نکلنے نہ دیتی۔ میں اس کا دل رکھنے کے لیے گھر میں ہی بیٹھا رہتا، کبھی بھی یہ بات ظاہر نہ ہونے دی کہ مجھے اس کی کوئی چیز بری لگتی ہے۔

میں اس کے بغض کی وجہ سے غضا درخت کے انگاروں پر رہنے کی طرح تھا(یعنی اس کی بدصورتی اور نا پسند ہونے کو لمبے عرصے تک دل میں چھپائے رکھا)۔ میں نے اس کے ساتھ پندرہ سال گزارے پھر وہ فوت ہو گئی ۔مجھے اس عورت کا دل رکھنے والے عمل کے علاوہ کسی بھی عمل سے امید نہیں جو بخشش کا ذریعہ بنے۔

میں (ابن جوزی) نے اس شخص سے کہا: دیکھو یہ ہیں اللہ والوں کے کام۔ یہ چیز مصیبت زدہ کے لیے نفع مند ہے یا بغض کا اظہار کرنا نفع مند ہے ؟۔ اس کا حل یہی ہے جو میں نے تمھیں بتایا کہ توبہ واستغفار کے ساتھ ساتھ آسانی کی دعا مانگتے رہو۔ اور جن گناہوں کی وجہ سے یوں سزا ملی ان کو یاد کرو۔ خیر کے کاموں میں مبالغہ کرو۔ اگر معاملات درست ہو گئے تو ایسی چیز مل گئی جس کا حساب

نہیں ۔نہ ہوئے ۔۔تو۔۔قضا پر صبر کرنا خود ایک عبادت ہے۔اپنی بیوی کے لیے تکلف کرتے ہوئے محبت کا اظہار کرو اگرچہ تیرے دل میں اس کے لیے محبت نہ ہو[1]۔ثابت قدم رہو اس قید میں کوئی گناہ نہیں کہ تمہیں ملامت کا خوف ہو۔تیرے لیے یہی لازم ہے توں اسی قید میں مشغول رہ۔والسلام[2]

شعر

الحلم زین و التقی کریم
الصبر خیر مراکب الصعب

حلم زینت ہے اور تقوی عزت صبر مشکلات کی سب کی بہترین سواری ہے۔

(1)اللہ تعالیٰ علامہ ابن جوزی سے راضی ہو آپ نے صدیوں پہلے وہ بات کہہ دی جو اسٹیفن آر کوئے نے اپنی ایوارڈ یافتہ کتاب پر اثر لوگوں کی سات عادات میں درج کی ہے ۔موجودہ نفسیات کے تجربات جن تھیوریز کے گرد گھومتے ہیں وہ ہمارے آئمہ، علما، صوفیہ صدیوں پہلے لکھ گئے ہیں۔ مزید معلومات کے لیے میری کتاب زندگی خوش گوار بنایئے کا مطالعہ کیجیے مترجم

(2)صید الخاطر ص278-279

بد اخلاق بیویوں کو طلاق نہ دینے کی ایک اَور وجہ

امام شعرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بعض ایسے اولیا جن کے باطن درست تھے انھیں بھی اپنی عورتوں اور غلاموں سے ذریعے آزمایا گیا۔ ایسا ان کا امتحان لینے کے ساتھ ساتھ اس لیے بھی کیا گیا کہ دوسرے عام لوگ جو ان کی اذیتیں برداشت نہیں کر سکتے وہ ان (عورتوں اور غلاموں) سے بچ سکیں۔ کبھی ایسا بھی ہوجاتا کہ ان پاک بندوں کے لیے کوئی اور اسی عورت سے شادی کرلیتا تو وہ اس کی اذیت کو برداشت نہ کرسکا۔ اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔"[1]

اس عجیب خُلق کے مالک اور صابر درجہ ذیل بزرگانِ دین تھے۔

امام ابوبکر بن لباد مالکی رحمہ اللہ کا واقعہ:

امام قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ترتیب المدارک میں محمد بن ادریس رحمہ اللہ سے بیان کیا:

> "ابوبکر بن لباد رحمہ اللہ کے پاس ایک بد اخلاق عورت تھی۔ جو زبان سے آپ کو تکلیف دیتی تھی۔ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک دن اسی عورت نے ابوبکر سے کہا: او۔ زانی! آپ نے فرمایا

(1) لواقح الانوار القدسیہ فی بیان العہود المحمدیہ ص 263

اس عورت سے پوچھو میں نے کس کے ساتھ زنا کیا ؟ بولی خادم سے۔ بولے پوچھو کس کے خادم سے ؟ بولی اپنے خادم سے۔

آپ کے اصحاب نے کہا:

حضور اس کو طلاق دے دیں ہم حق مہر دے دیں گے۔

فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ اگر میں طلاق دے دوں تو کوئی اور مسلمان اس سے شادی کے بعد آزمائش میں پڑ جائے گا (اور وہ برداشت نہ کر سکے گا)۔ شاید اللہ پاک اس کی اذیتوں کی وجہ سے میرے سے کتنی ہی بڑی مصیبتوں کو ٹالا ہو گا۔

فرمایا: بلکہ میں تو اس کے والد کی وجہ سے سنبھالے ہوئے ہوں میں نے بہت سے لوگوں کے ہاں رشتے بھیجے سب نے ٹھکرا دیا۔ اس کے والد نے اللہ کی رضا کی خاطر میرے ساتھ اس کا نکاح کر دیا اور اس کے والد میرے ساتھ بہت اچھے تھے۔ تو کیا میں ان کی اچھائیوں کا صلہ طلاق کی صورت میں دوں ؟

آپ فرمایا کرتے تھے:

ہر انسان کے لیے کوئی نہ کوئی امتحان ہوتا ہے اور میرا امتحان میری بیوی ہے۔"[1]

---

(1) ترتیب المدارک 2/22 معالم الایمان فی معرفۃ اھل القیروان 3/25

شیخ صالح عبداللہ حجام رحمہ اللہ کا واقعہ

علامہ محمد بن حاج صغیر افرانی اپنے کتاب صفوۃ من انتشر من اخبار صلحاء القرن الحادی عشر میں شیخ صالح عبداللہ کے تذکرہ میں فرماتے ہیں:

"شیخ بہت ہی اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ مخلوق کی طرف سے ملنے والی تکلیف کا مقابلہ حلم سے کرتے تھے۔ ان کی ایک بداخلاق عورت تھی جو آپ کو سخت تکلیف دیتی تھی ایک دن آپ کے کچھ ساتھیوں نے آپ کے گھر سے رونے کی آواز سنی تو آپ سے اس کا سبب پوچھنے لگے۔

فرمایا: میری بیوی نے مجھے لیٹا ہوا دیکھا تو اس نے رونا دھونا شروع کر دیا گویا کہ میں مر گیا ہوں۔ لوگ بولے آپ اسے طلاق کیوں نہیں دے دیتے؟

فرمایا: اس لیے کہ اگر میں اسے چھوڑ دوں تو کوئی اور مسلمان اس سے نکاح کر کے مشکل میں پڑ جائے گا۔"[1]

اس حکایت کا اخیر اچھا نہیں ہے راوی کہتا ہے کہ آپ کے اصحاب نے جمع ہو کر اس کے لیے بد دعا کی کہ اللہ اسے جلد موت دے اور شیخ اس کے جنازے میں بھی شریک نہ ہوں سکے۔ پس شیخ ایک دن کسی کام کے لیے نکلے تو بیوی کنویں میں گر کر مر گئی اور شیخ رحمہ اللہ اس کے جنازے میں شریک نہ ہو سکے۔[2]

(1) صفوۃ من انتشر ص70

(2) ایضًا

عورت کو چاہیے کہ مرد کو تکلیف دینے پر مصر نہ رہے کہ سب سے پہلے اس کا بدلہ بھی اسی عورت کو ملتا ہے۔

اور اسی طرح مرد بھی اپنی بیوی کو تکلیف نہ دے کہ عورت کی عزت عزت دار ہی کرتا ہے اور عورت کو ذلیل کرنے والا خود ذلیل ہوتا ہے۔اور کبھی عورت مرد کے ظلم پر بددعا بھی کر دیتی ہے تو اس کی بددعا بادلوں کو پھاڑ کر اوپر چلی جاتی ہے۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا (المجادلہ 1) بے شک اللہ نے سنی اس کی بات جو تم سے اپنے شوہر کے معاملہ میں بحث کرتی ہے۔

ظلم کی وجہ سے کمزوروں کی بددعا سب سے جلد قبول ہوتی ہے۔

شوہروں کو اپنے آپ کو غلطیوں اور خطاوں سے پاک نہیں سمجھنا چاہیے اور نہ ہی گھر کی ہر ناچاکی کی نسبت عورت کی طرف کرنی چاہیے۔ہم پہلے اس معاملے سے انبیاء کا استثنا کر چکے ان کے بعد کون مہذب بچ گیا؟

بیویوں کے ستائے ہوئے نیک لوگوں کے واقعات

یہ باب ان سرداروں کے متعلق ہے جو بنی آدم میں چنے ہوئے لوگ ہیں۔ ان میں انبیا، علما، اولیا اور فلسفی شامل ہیں یہ اس آزمائش میں مبتلا ہوئے تاہم انھوں نے صبر سے کام لیا۔

حضرت نوح اور حضرت سیدنا لوط علیہما الصلاۃ والسلام

اللہ تعالی قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا (التحریم 10)

اللہ نے کافروں کے لئے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کو مثال بنادیا، وہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو صالح بندوں کے نکاح میں تھیں پھر ان دونوں عورتوں نے ان سے خیانت کی۔

امام جلال الملة و الدین السیوطی الشافعی رحمه الله اپنی تفسیر در منثور میں لکھتے ہیں: امام حاکم نے روایت بیان فرمائی اور اسے صحیح قرار دیا۔

اللہ تعالی کے فرمان فَخَانَتٰهُمَا (پھر ان دونوں عورتوں نے خیانت کی) کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان دونوں عورتوں نے زنا

نہیں کیا تھا، حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کی خیانت یہ تھی وہ لوگوں کو کہتی تھی کہ معاذ اللہ آپ مجنون ہیں اور لوط علیہ السلام کی بیوی نے اپنی بد قوم کو حضرت لوط علیہ السلام کے مہمانوں کے متعلق خبر دے کر خیانت کی۔"[1]

نبیوں کے والد حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام:

امام ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب العیال میں جریر سے روایت بیان کی:

"ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں اپنی بیوی کی شکایت لے کر آیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یہ معاملہ تو ہمارے ساتھ بھی رہتا ہے حتی کہ اگر میں کسی کام کے لیے نکلوں تو بیوی کہتی ہے توں فلاں کی طرف اس لیے جارہا ہے تاکہ فلاں کی بیٹیوں کو دیکھ سکے

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امیر المومنین آپ تک یہ روایت نہیں پہنچی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں اپنی زوجہ کی زبان کے متعلق شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی اے ابراہیم جب تک اس کی دین میں خرابی نہ دیکھو تب تک اس کی خامیوں پر چشم پوشی کرتے رہو کیوں کہ یہ تو ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے۔

(1) الدر المنثور فی التفسیر بالماثور 14/595

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابن مسعود اللہ تعالیٰ نے آپ کی حاجتوں کے بدلے میں علم کثیر عطا فرمادیا ہے۔"[1]

حضرت یونس علیہ الصلوۃ و السلام کا واقعہ:

امام غزالی رحمہ اللہ انبیا کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"کچھ لوگ حضرت یونس علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے آپ ان کی مہمان نوازی کرنے لگے جب بھی آپ گھر میں داخل ہوتے اور نکلتے تو آپ کی بیوی نازیبا باتیں کرتی اور سرکشی کرتی۔ آپ خاموش رہے مہمان تعجب کرنے لگے تو فرمایا: متعجّب نہ ہو میں نے اللہ کی بارگاہ میں سوال کیا: مولا آخرت میں میرے سے پوچھ گچھ نہ فرمانا تو اللہ تعالیٰ نے میرا امتحان دنیا میں ہی لے لیا مجھے فرمایا: فلاں کی بیٹی تمہارا امتحان ہے اس سے نکاح کرلو میں نے نکاح کرلیا اور اب تم دیکھ رہے ہو میں صبر کرتا ہوں۔"[2]

حضرت زکریا علیہ الصلوۃ و السلام کا واقعہ:

آپ کی زوجہ آپ کو اذیت دیتی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کی اصلاح فرمادی۔

امام سیوطی رحمہ اللہ در منثور تفسیر میں فرماتے ہیں امام حاکم نے روایت نقل کی اور اسے صحیح قرار دیا

---

[1] العیال لابن ابی الدنیا ص 162 حدیث 475

[2] احیا علوم الدین 2/24

اللہ تعالی کا فرمان:

وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ	اور اس کے لیے اس کی بیوی کو
(الانبیاء90)	قابل بنادیا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت زکریا علیہ الصلوۃ و السلام کی بیوی کی گفتگو سخت تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اصلاح کر دی

عطا بن ابی رباح وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ط کے متعلق فرماتے ہیں حضرت زکریا علیہ الصلوۃ والسلام کی زوجہ کے اخلاق درست نہ تھے، زبان بھی سخت تھی اور آپ اس کی عادت ناپسند کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ عادت دور کر دی۔ [1]

خاتم النبیین نبی کریم ﷺ کے واقعات:

امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب احیا العلوم میں جو کلام اس موضوع پر جمع فرمایا ہے ہم اس کا نچوڑ بیان کرتے ہیں۔

امام غزالی کتاب آداب النکاح میں فرماتے ہیں:

> جان لو بیوی کے ساتھ حسن اخلاق کا مطلب یہ نہیں کہ بیوی کی اذیت پر صبر کیا جائے بلکہ جہاں اذیت کا احتمال بھی ہو وہاں بھی صبر سے کام لینا، بیوی کے غصے اور غضب کے وقت حلم سے کام لینا

(1) الدر المنثور فی التفسیر بالماثور 366/10

حسن اخلاق ہے اور یہ کام نبی کریم ﷺ کی پیروی کی نیت سے کیا جائے۔

نبی کریم ﷺ کی ازاوج بھی آپ سے بحث و مباحثہ کرتی تھیں حتی کہ ایک زوجہ پاک پوری دن رات آپ سے دور ہو گئیں تھی۔

میرے ساتھ بحث کرتی ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے آپ کی بیوی گفتگو کے دوران بحث کی تو آپ نے فرمایا:

احمق توں میرے ساتھ بحث کرتی ہے؟

بیوی نے کہا: نبی کریم صلی اللہ والہ وسلم کی بیویاں بھی نبی کریم صلی اللہ والہ وسلم سے مباحثہ کرتی ہیں حالانکہ حضور آپ سے افضل ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے:

حفصہ برباد ہو گئی خسارے میں پڑ گئی اگر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بحث کی ہے۔

(حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں)

پھر آپ نے اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا: تو اپنے آپ کو ابو قحافہ (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہ

سمجھ۔۔۔وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوبہ ہیں نبی کریم صلی اللہ والہ وسلم سے بحث کرنے سے ڈرو۔

نبی کریم صلی اللہ والہ وسلم نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

مجھے پتا چل جاتا ہے جب آپ غصے میں ہوں اور جب آپ خوش ہوں حضرت عائشہ نے عرض کی وہ کیسے ؟

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب راضی ہو تو کہتی ہو نہیں، محمد کے خدا کی قسم اور جب غصے میں ہو تو کہتی ہو نہیں، ابراہیم کے خدا کی قسم !

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: جی میں تب آپ کا نام نہیں لیتی۔ [1]

جب امہات المومنین جو کامل عقل، عالم فاضل ہونے کے باوجود خیر الخلق ہمارے آقا مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے عظیم اخلاق کی قرآن کریم میں تعریف کی گئی، سے ناراض ہو جاتیں اور گفتگو میں بحث کرتیں تھیں۔۔۔

تو یہ کیسی بات ہے جب کسی سے بیوی کے بارے میں پوچھا جائے کہ وہ کیسی ہو تو اس میں ان اخلاق وصفات کو شرط قرار دے دیں جو صرف جنتوں میں پائی جانے والی حورعین میں ہی موجود ہوتیں ہیں۔

(1)احیاء علوم الدین 56/2

دوسری شادی کے لیے عجیب وغریب شرائط:

میں یہاں ایک پر لطف حکایت بیان کرنا چاہتا ہوں جو سالوں پہلے میری نظر سے گزری جو کہ ایک ایسے شخص کے بارے میں جو اوپر بیان کی گئی عورت کی طرح کی عورت حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا میں یہ پڑھ کر بہت ہنسا اگر میں غمگین اور پریشان بھی ہوں تو بھی یہ حکایت مجھے لطف دیتی ہے یہ حکایت اس قابل ہے کہ اسے امام جوزی رحمہ اللہ کی کتاب اخبار الحمقی و المغفلین میں لکھا جائے۔

اس قصے کو شیخ فقیہ عبدالباری الزمزی نے اپنے شمارے افضل الجہاد جو کہ آپ کے مقالوں کے ساتھ رایہ اخبار میں شائع ہوتے تھے میں پڑھا۔ انھوں اس مقالے کا نام مسلمہ لا شیۃ فیھا رکھا میں اسے من وعن نقل کرتا ہوں لکھتے ہیں:

میرے پاس دور دراز مغربی شہروں میں سے کسی شہر کا ایک باشندہ آیا، اس کا آنا محبت اور زیارت کی وجہ سے نہ تھا اور نہ ہی ہمارے درمیان کوئی واقفیت تھی وہ دارِ بیضا میں صرف اپنی حاجت لے کر آیا اور وہ میرے پاس بھی محض اپنی حاجت کو پورا کرنے کی امید لے کر ہی آیا تھا اس نے مجلس میں آتے ہی فورا اپنی حاجت بیان کر دی ایک درمیانے سائز کا پرچہ اپنی جیب سے نکالا اور مجھے تھماتے ہوئے بولا میں دوسری شادی کرنا چاہتا ہوں پہلی شادی سے میرے چار بیٹے ہیں میری عمر تقریبا سینتیس سال ہے اور میں فلاں فلاں کام کرتا ہوں۔۔۔

اس نے اپنے بارے میں مکمل بتانے کے بعد کہا:

میں نے اس پرچے میں ان شرائط کو بیان کر دیا ہے جو میری مطلوبہ عورت میں ہونی چاہیے۔ اس نے پرچے کو کمپوز کیا تھا اور اس کی بہت سی کاپیاں بھی اس کے پاس تھیں گویا کہ یہ کاپیاں راستوں اور بازاروں وغیرہ میں بانٹنا چاہتا ہے۔

اس میں یہ شرائط درج تھیں:

عورت یتیم ، خاندانی ، باکرہ ، چھوٹی ، خوب صورت ، گوری ، پتلی ، گولڈن بالوں والی ، والدین نیک ، خود دین دار ، تربیت یافتہ ، اصول کی پابند ، حلم کی مالک ، صابرہ ، عاجزی کی پیکر ، سب کو ساتھ لے کر چلنے والی ، اچھے میل جول والی ، انسیت کی مالک ، ہنس مکھ ، کم خرچ ، راضی رہنے اور رکھنے والی ، خاص کر تعدد ازواج پر راضی ، گھر کے کاموں میں رعایت کرنے والی ، مدبرہ اور متعلمہ ہونی چاہیے۔

یہ پوری ستائیس شرطیں ہیں۔

میں نے اس مرد سے کہا:

یہ شرطیں تو بنی اسرائیل کی مطلوبہ شرطوں سے بھی سخت اور مشکل ہیں۔

وہ فوراً بولا:

وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ لَمُھْتَدُوْنَ اور اللہ چاہے تو ہم راہ پا جائیں گے۔

یہ بات اس نے بنی اسرائیل کی پیروی میں کہی تھی جو انھوں نے موسیٰ علیہ السلام سے گائے کے واقعے کے دوران کہی تھی۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ- اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ- وَ اِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ (۷۰) قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَ لَا تَسْقِى الْحَرْثَ ۚ- مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ- قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ- فَذَبَحُوْهَا وَ مَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ (۷۱) سورہ بقرہ

بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمارے لیے صاف بیان کرے وہ گائے کیسی ہے بے شک گائیوں میں ہم کو شبہ پڑ گیا اور اللہ چاہے تو ہم راہ پا جائیں گے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی کہ زمین جوتے اور نہ کھیتی کو پانی دے بے عیب ہے جس میں کوئی داغ نہیں بولے اب آپ ٹھیک بات لائے تو اسے ذبح کیا اور ذبح کرتے معلوم نہ ہوتے تھے۔

وہ شخص ظاہری طور پر نہ تو بے وقوف لگتا تھا اور نہ ہی اس کی عقل میں کوئی مسئلہ لگ رہا تھا۔ پھر بھی ایسی بات کرنے والا شخص عقل سلیم کا مالک نہیں ہو سکتا۔ وہ تو یہ

سمجھتا ہے مغربی ملکوں میں گاڑیاں بنانے کی طرح عورتیں بنانے کی مشینیں موجود ہیں پس جو شادی کرنا چاہے ان کے پاس جائے اور اپنی مرضی کی عورت بنوا کر لے آئے۔

اس نے صرف کامل عورت کی تمنا نہیں کی بلکہ ایسی عورت کی تمنا کی جس کی مثل تو انبیاء اور صحابہ کی بیویوں میں بھی موجود نہیں بلکہ اس کا وجود تو شاعروں کی محبوباوں، گانا گانے والے جن کے گانوں میں ناممکن باتیں ہوتیں، جو وہموں کو جسموں کی شکل دے دیتے جھوٹ کو سچ کا لباس بنا کر دیکھاتے ہیں ان میں بھی اس کا وجود نہیں ہے اس کے ساتھ انھوں نے تو کامل صاف محبوب اور بے مثال عشق پانے کی تمنا بھی نہیں کی۔۔

نزار قبانی کا بہو کے اوصاف پر مبنی قصیدہ:

نزار قبانی اپنے قصیدے قارئۃ الفنجان جس کو حافظ عبد الحلیم نے پڑھا ہے، میں کہتے ہیں:

میرے بیٹے تیرے لیے ایسی عورت لاوں گا جس کی آنکھ واہ سبحان المعبود (سبحان اللہ!)
جس کا منہ انگور کے خوشے کی طرح۔
اس کی ہنسی سریلی اور گلاب کی طرح۔۔۔

اس کے بال غجری [1] پاگل کی طرح جو پوری دنیا کا سفر کرتا ہے۔۔۔
جب وہ صبح اٹھے گی تو دل اس کی طرف اچھل کر جایا کرے گا۔۔۔

پھر کہا:

میرے بیٹے اس عورت کو ہر جگہ تلاش کیا جائے گا، سمندر کی
لہروں اور فیروز کے ساحلوں پر اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔
پھر تجھے ساری عمر گزار کر پتا چلے گا کہ تو تو دھوئے کو سلائی کرتا رہا
ہے۔۔۔
تیرے دل کی محبوبہ کی نہ کوئی زمین ہے نہ وطن اور ہی نام و نشاں
۔۔۔۔
کتنا ہی مشکل کام ہے کہ تو ایسی عورت سے محبت کرتا ہے جس کا
کوئی نام و نشان ہی نہیں۔۔۔

اطلال کا قصیدہ:

اطلال کا جس کو ام کلثوم نے پڑھا میں شاعر کہتا ہے:

کہاں ہے میری آنکھوں کا جادوگر محبوب، عزت و جلال اور حیادار،
مضبوط قدم اور بادشاہوں کی چال والا، بے انتہا حسین، جادو کی

(1) غجر ایک قوم کو کہتے ہیں جو تجارت کے لیے دنیا گھومتی، گویا کہ ایسی عورت لاؤں کا جس کے بال جھومتے رہا کریں گے جیسے غجری ادھر ادھر گھومتا ہے۔ مترجم

بھرمار جیسے لوگوں کا جمگھٹا، جھکی نگاہ والا جیسے کوئی حسین
خواب۔۔۔۔

مجھے تواپنے محبوب کی طرح کا کوئی نہ ملا۔۔ وہ توایسے ہی ہے جیسے ایک شخص گدھا
بیچنے والے کے پاس گیااور بولا:

"میں ایک گدھا چاہتا ہوں جو مضبوط، صابر، قناعت کرنے والا ہو،
تھوڑے پر راضی رہے، بھاری سامان اٹھائے، مجھے صحراؤں تک
لے جائے، لمبے سفروں سے نہ تھکنے والا، اگر میں اسے کچھ دوں تو
شکر کرے اور اگر نہ دوں تو صبر کرے اگر کھڑا ہونے کا کہوں تو کھڑا
ہو جائے اگر کوئی حکم دوں تو بجا لائے اگر منع کروں تو رک جائے
۔۔۔

گدھا بیچنے والے نے کہا:

چلے جاو! جب اللہ قاضی کو گدھا بنا دے گا تو میرے پاس آنا میں
تمھیں، وہ بیچ دوں گا۔

مخلوق شادی کے معاملے میں دھوکہ کھا رہی ہے

یہ بھی ایک ایسا دھوکہ ہے جس میں کئی مرد اور عورت برابر طور پر مبتلا ہوتے ہیں وہ سمجھتے ہیں ان کا ہم سفر بنی آدم کے علاوہ سے کسی اور مٹی سے بنا ہونا چاہیے، ان کا محبوب تو انہی کے لیے پیدا کیا گیا ہے اس پر ان کی پیروی لازم ہے، ان کی طبیعتوں کو تمام حقوق ان کے طالب کے پاس محفوظ ہیں اس طرح ان لوگوں کی عمر کا بہت سا حصہ اپنے مطلوب کی تلاش میں گزر جاتا ہے

كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ (الرعد14) اس کی طرح جو پانی کے سامنے اپنی ہتھیلیاں پھیلائے بیٹھا ہے کہ اس کے منہ میں پہنچ جائے۔

اس دھوکے کا نشہ تب اترتا ہے جب ان کی ہڈیاں کمزور ہو جاتی، جوانی ڈھل جاتی اور بڑھاپے کی عاجزی چھا جاتی ہے اب شادی کا وقت نہ رہا۔ اب بقیہ زندگی کنوارگی میں ہی گزارتے ہیں، نہ کوئی اہل جس کے پاس جائیں نہ ہی نسل و نسب باقی رہے۔ اس گفتگو میں دل والے کے لیے باتیں ہیں اور سننے والے کے لیے نصیحت ہے اور وہ جانتا ہے۔

شادی کرنا چاہتے ہو تو یہ بات پلے باندھ لو!

وہ مرد یا عورت جو نکاح کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے اچھے اخلاق اور دینداری کو طلب کرنا کافی ہے یہی وہ عادات ہیں جن سے شہر آباد ہوتے اور گھروں میں برکتیں ہوتیں ہیں۔

اللہ عظمت والے نے سچ فرمایا:

اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰكُمۡ ؕ بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

اب ہم حلیم طبعہ، صبر سے آراستہ ہستیوں کا ذکر کرتے ہوئے اپنے رسالے کی خوب صورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا حلم:

فقیہ ابولیث سمرقندی رحمہ اللہ تنبیہ الغافلین میں نقل کرتے ہیں:

ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی بیوی کی شکایت لگانے کے لیے آیا، جب آپ کے دروازے پر پہنچا تو سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا آپ سے بحث کر رہیں ہیں۔

وہ شخص کہنے لگا: میں تو بیوی کی شکایت لے کر آیا تھا یہ تو خود اس مسئلے میں مبتلا ہیں

پھر میری کیا حیثیت ؟۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو بلایا اور پوچھا کیوں آئے ہو؟

بولا: میں تو اپنی بیوی کی شکایت لے کر آیا ہوں لیکن آپ کی بیوی باتیں سن کر میں لوٹنے لگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں اس کے حقوق کی بنا پر کچھ نہیں کہتا جو مجھ پر لازم ہیں۔

اول: تو یہ میرے اور آگ کے درمیان ڈھال ہے (یعنی زنا سے بچنے کا سبب ہے)

دوم: جب میں گھر نہیں ہوتا تو یہی میرے گھر کی حفاظت کرتی ہے۔

سوم: یہ میرے کپڑے دھو کر دیتی ہے۔

چہارم: یہ میرے بچوں کو دودھ پلاتی ہے۔

پنجم: یہ میرے لیے کھانے تیار کرتی ہے۔

وہ شخص بولا: یہ سب تو میری بیوی بھی کرتی ہے جب آپ ان باتوں کی وجہ سے درگزر کرتے ہیں تو میں بھی درگزر کروں گا۔[1]

[1] تنبیۃ الغافلین ص181

حضرت جابر بیوی کی شکایت

حضرت جابر بیوی کی شکایت لے کر حضرت عمر کے پاس آئے:

امام عبدالرزاق صنعانی اپنی مصنف میں ایک روایت بیان کرتے ہیں:

حضرت جابر بن عبداللہ اپنی بیوی سے پہنچنے والی تکلیف کا شکوہ لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ (کہ بیوی شک بہت زیادہ کرتی ہے)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یہ معاملہ تو ہمارے ساتھ بھی رہتا ہے حتی کہ اگر میں کسی کام کے لیے نکلوں تو بیوی کہتی ہے توں فلاں کی طرف اس لیے جا رہا ہے تا کہ فلاں کی بیٹیوں کو دیکھ سکے۔

یہ بات سن کر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

امیر المومنین آپ تک یہ روایت نہیں پہنچی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی زوجہ کی زبان کے متعلق شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی: اے ابراہیم جب تک اس کی دین میں خرابی نہ دیکھو تب تک اس کی خامیوں پر چشم پوشی کرتے رہو کیوں کہ یہ تو ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابن مسعود اللہ تعالیٰ نے آپ کے سینے کو علم سے بھر دیا ہے۔[1]

(1) مصنف عبد الرزاق 303/7 حدیث 13272

حضرت جریر کی اپنی بیوی کے متعلق شکایت

اسی طرح کی ایک روایت شیخ احمد بن عجیبہ نے اپنی فہرست میں بھی نقل فرمائی ابن حبیب کہتے ہیں مجھے سفیان نے بتایا کہ حضرت جریر بن عبداللہ اپنی بیوی سے پہنچنے والی تکلیف کا شکوہ لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ معاملہ تو میرے ساتھ بھی رہتا ہے حتی کہ اگر میں کسی کام کے لیے نکلوں تو بیوی کہتی ہے تو فلاں کی طرف اس لیے جا رہا ہے تا کہ فلاں کی بیٹیوں کو دیکھ سکے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امیر المومنین آپ تک یہ روایت نہیں پہنچی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں اپنی زوجہ سارہ کی اذیت کے متعلق شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی اے ابراہیم جب تک اس کی دین میں خرابی نہ دیکھو تب تک اس کی خامیوں پر چشم پوشی کرتے رہو۔

بیوی کی تکلیف پر صبر کا ثواب

پھر ابن حبیب فرماتے ہیں مجھ تک یہ روایت پہنچی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو اپنی بیوی کی تکلیف پر صبر کرے اس کے لیے ہر دن اور رات میں ایک شہید کا ثواب لکھا جائے گا۔[1]

(1) فہرست لابن عجیبہ ص 82

شیخ زاہد شقیق بلخی رحمہ اللہ کا واقعہ

حضرت شیخ علامہ عارف سیدی عبد الغنی نابلسی رحمہ اللہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں: بعض اکابرین کو اپنی بیویوں کی تکلیف پر صبر کرتے ہوئے دیکھا گیا ان سے پوچھا گیا آپ صبر کیوں کرتے ہیں چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟

تو فرماتے ہمیں خوف ہے ہم چھوڑ دیں تو ایسے مردوں سے نکاح کر لیں جو ان کی اذیت کو برداشت نہ کر سکیں تو وہ انہیں بھی تکلیف دیں گے۔

جناب شقیق کے بارے میں کہا جاتا ہے ان کی بیوی بد اخلاق تھی ان سے کہا گیا آپ اسے چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟ یہ تو آپ کو اپنے اخلاق سے تکلیف دیتی ہے۔

فرمایا: اگر یہ بد اخلاق ہے تو میں اچھے اخلاق والا ہوں اگر اسے چھوڑ دوں تو کیا میں صابر کہلاؤں گا؟ (ایک روایت میں لکھا ہے اگر میں چھوڑ دوں تو میں بھی اسی کی مثل ہوں) اور مجھے یہ بھی خوف ہے اس کی بد اخلاقی کی وجہ سے کوئی بھی اسے اپنے ساتھ نہ رکھے گا۔[1]

(1) شرح طریقہ محمدیہ 554/2

مرد کب تک اذیت برداشت کرے؟

پھر امام عبد الغنی نابلسی رحمہ اللہ نے ہمسفر کی جانب سے ملنے والی تکلیف کی حد بیان کی کہ تکلیف کب تک برداشت کی جائے اس حد کے بعد صرف طلاق ہی راہ بچتی ہے۔

فرمایا: یہ سب صبر اس صورت میں کیا جائے جب تمھیں جان سے مارے جانے یا کسی عضو کے کاٹنے جانے وغیرہ کا خوف نہ ہو اگر معاملہ اس حد تک پہنچ جائے تو طلاق دے دینا ضروری ہے اسی طرح اس عورت کے شر سے بچا جا سکتا ہے۔

بالخصوص جب مرد کمزور ہو اور عورت کے حملے کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

بیوی نے شوہر کو ذبح کر دیا

جیسا کہ ہمارے قریب ہی دمشق میں ایسا واقعہ ہوا ہے:

ایک عورت نے اپنے شوہر کو ذبح کر دیا اب اسی شوہر سے اس کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے انھوں نے اپنی ماں سے قصاص طلب کرنا چاہا جو کہ شرعی طور پر ساقط ہو گیا۔ عورت نے خود قتل کا اقرار بھی کر دیا ایسی صورت حال میں شرعا اس پر کچھ بھی لازم نہ ہوا عورت ایک مدت تک قید رہی پھر اس کو رہائی مل گئی۔

ایک دوسری عورت نے بھی اپنے شوہر کو قتل کرنا چاہا اس پر حملہ کیا لیکن وہ

کامیاب نہ ہو سکی۔ [1]

مرد کا عضو کاٹنے والی عورت:

ایک مرد نے دوسری شادی کا ارادہ کیا۔ اس کی بیوی نے مرد کا عضوِ مخصوص کاٹنے کی ٹھان لی۔ بستر کے نیچے چھری رکھی۔ شوہر کو پتا چل گیا اور اسے ایسا کرنے سے بعض رکھا۔

ایسا ہی ایک واقعہ میرے (علامہ عبد الغنی نابلسی) ساتھ بھی پیش آیا کہ بیوی کچھ نازیبا کام کرنے کی ٹھان لی لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ پر قدرت نہ دی۔ پھر ہم نے اسے طلاق دے دی۔

حاصل کلام یہی ہے کہ مرد پورے کا پورا عورت کے ہاتھ میں ہوتا ہے اس کی عزت، مال جان سب کچھ۔۔ جب مرد کو محسوس ہو کہ عورت اسے سخت تکلیف دینے والی ہے تو اسے چھوڑنا ضروری ہو جائے گا۔ البتہ قتل یا مار کے علاوہ کی تکلیف ہو تو صبر کرنا اور تحمل سے کام لینا افضل ہے اور ساتھ ساتھ اس کی خاطر تواضع یعنی محبت بھی کرتا رہے۔ [2]

یہ امام کبیر، عارف شہیر رحمہ اللہ کی طرف سے بہت اچھی گفتگو کی گئی اور جامع

(1) ہمارے ملک پاکستان میں بھی شوہروں کو قتل کرنے یا ان کے عضو کاٹنے کے کئی واقعات رونما ہو چکے ہیں۔

(1) الحدیقہ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ ص554-555

رائے دی گئی ہے۔

ایسے مردو عورت کی کوئی زندگی نہیں

پس اس مرد کی کوئی زندگی نہیں جسے اپنی عورت سے جان کا خوف ہو، اسی طرح اس عورت کی کوئی زندگی نہیں جسے اپنے مرد سے جان جانے کا خوف ہو اس کے علاوہ تکالیف میں صبر صبر صبر افضل ہے۔

ایک وزیر کا لکھا گیا انوکھا خط:

ماضی کے کچھ ایسے انوکھے خطوط بھی نظر سے گزرے ہیں جن سے ثابت ہوتا تھا کہ اگلے سیانے لوگ جب تک معاملہ جان و عزت تک نہ پہنچے، طلاق سے بچا ہی کرتے تھے اگرچہ بیوی کی جانب سے ترش باتوں کا سامنا کرنا پڑتا۔

وزیر طیب بن یمانی نے تاجر محمد بنیس کو 28 ذی قعدہ 1275 ھ بمطابق 29 جون 1859 عیسوی خط لکھا۔

ہمارے ہم وطن محب، اچھے تاجر سید حاجی محمد بن مدنی بنیس اللہ تمہاری حفاظت کرے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

تمھیں فقیہ سیدی عربی بن مختار کا یہ خط پہنچے گا (یعنی طیب بن یمانی خط لکھنے والے ہیں اور لکھوا فقیہ سید عربی بن مختار رہے ہیں)

حاجی عربی بنیس ہمارے طرف رات کے وقت آئے اور ہلا گُلا کیا مجھے خوف ہے جب اس کی بیوی کو پتا چلے گا وہ یہاں سیر کرنے آیا اور لونڈیوں کے ساتھ موج مستی میں مشغول رہا ہے تو اس کی بیوی اسے ذبح کردے گی ہم چاہتے ہیں تم اپنی بیوی تک یہ بات نہ پہنچنے دینا یہ بات پڑوسیوں کو اور جو قاطبہ میں تمہارے چچازاد ہیں انہیں بتانا لیکن تم اور تمہارے وہ احباب جنھیں یہ معلوم ہے یہ بات عورت سے چھپائیں رکھیں جب معلوم ہو گیا تو دیکھیں گے۔ پھر۔۔۔ اگر اس نے سن لیا تو تم سب اس عورت سے تاجر بنیس کی جان کی امان حاصل کرلینا، کیوں کہ شہر فاس کی عورتوں کی بہادری دیگر عورتوں کی بنسبت بڑی سخت ہوتی ہے یہ بڑی عجیب بات ہے تم کمزور ہو اس کا مقابلہ نہ کرنا یہ تو لونڈیوں کے سامنے تمہارا حال ہے رہی بات آزاد عورتوں کی ۔۔۔ ان سے اللہ بچائے کہ وہ عورتیں ایسا معاملہ دیکھیں تو اپنے شوہروں کو ذبح کردیں گی تو اس کا مطلب ہے اب وہ بہادری دیکھائے گی۔ ہاں یہ معاملہ لونڈیوں سے رنگ رنگلیا منانے کا ہے تو اس کی بہادری ذبح تک نہ پہنچے گی ۔۔۔ البتہ دانتوں سے کاٹ سکتی، دھکے یا جھاڑو سے مار سکتی ہے۔۔۔ یہ آسان ہے۔۔ ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ تمھیں تھوڑا بہت مارے یا ڈرا دھمکا دے۔ بہر حال کاٹنا اور زخم کرنا یہ تم پر اثر انداز ہوں گے اور لوگوں پر واضح بھی ہو گا۔

محبت کے ساتھ والسلام

خط کا سبق

دیکھو تو ذرا اپنے خط میں کہیں بھی طلاق کا ذکر نہیں کیا ایک بار بھی نہیں بلکہ اس کا اشارہ تک نہیں کیا حالانکہ اس شوہر کو اس عورت سے پہنچنے والی چیز بہت بڑی تھی اذیت کم نہ تھی انھوں نے صرف پردہ داری اور بیوی سے جان بخشی طلب کرنے، اذیت اور تکلیف پر صبر کرنے کی وصیت کی۔۔۔بس

اسے چھوڑا تو کہیں بڑی بلا مسلط نہ ہو جائے

امام ابو بکر بن عربی معافری رحمہ اللہ احکام القران میں ایک روایت سند کے ساتھ لکھتے ہیں:

شیخ ابو محمد بن ابی زید علم و عمل کے اعتبار نہایت مشہور و معروف تھے ان کی ایک بد اخلاق بیوی تھی جو شوہر کا حق بھی ادا نہیں کرتی تھیں اور بدزبانی بھی کرتی تھی۔

جب بھی آپ سے اس کے بارے میں بات کی جاتی کہ اسے طلاق دیجیے۔ کیوں اتنا صبر کر رہے ہیں؟

تو آپ فرمایا کرتے:

”میں وہ بندہ ہوں جس کو اللہ تعالی اچھی صحت، اچھی عزت اور مال و شہرت عطا کیا ہے شاید یہ عورت میرے کسی گناہ کی وجہ سے سزا کے طور پر مسلط کی گئی ہے میں ڈرتا ہوں اگر اس کو چھوڑ دوں تو

کہیں اس سے زیادہ بڑی بلانہ مجھ پر مسلط ہو جائے۔[1]

بیوی کو خوش رکھنے کی دوا

امام مقری رحمہ اللہ نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب میں لکھتے ہیں

شیخ ابن عربی نے فرمایا:

میں نے بعض فقہا کو خواب میں دیکھا۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا تمہارے گھر کے کیا حالات ہیں؟

میں نے کہا:

اذا رات اهل بيتى الكيس ممتلئا

تبسمت ودنت منى تمازحنى

جب میری گھر والی درہموں کے تھیلے کو بھرا دیکھتی ہے تو ہنس پڑتی ہے اور میرے پاس آکر مزاح کرتی ہے

وان رأته خليا من دراهمه

تجهمت وانثنت عنى تقابحنى

اور اگر تھیلا درہموں سے خالی پائے سرکشی کرتی، میرے سے دور ہو کر مجھے برا کہتی ہے

(1) الجامع لاحکام القرآن للقرطبی 98-5

وہ سب کہنے لگے:

ہم سب کا اسی مرد جیسا حال ہے۔[1]

میں (مصنف) کہتا ہوں ایسا ہی شاعر علقمہ بن عبدہ نے بھی کہا ہے:

فان تسألونی بالنساء فاننی

خبیر بادوء النساء طبیب

اگر تم میرے سے عورتوں کے متعلق پوچھتے ہو میں ان کے بارے میں جانتا ہوں اور میں ان کی بیماری کا طبیب بھی ہوں

اذا شاب راس المر او قل مالہ

فلیس لہ من ودھن نصیب

جب مرد کا سر سفید ہو جائے یا اس کا مال کم ہو جائے پھر اس کو عورت کی محبت نہیں مل سکے گی۔

(1) نفح الطیب 2/167

قاضی عیاض رحمہ اللہ کی زوجہ کا واقعہ:

10 مارچ 2012 میں (مصنف) اپنے ایک پیارے دوست علامہ محمد بن حماد صلقی سے ان کے گھر ملنے شہر فاس گیا دوران گفتگو اس نے میرے تالیف شدہ رسائل کے متعلق پوچھا میں نے بعض رسالوں کے نام گنوائے جب انھوں نے اس رسالے کا نام سنا تو ان کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی میں انہیں اس رسالے کا موضوع اور مقصد بیان کرنے لگ گیا۔۔

مجھے فرمانے لگے: کیا تم تک قاضی عیاض رحمہ اللہ کا واقعہ پہنچا ہے؟

میں نے کہا نہیں؟ کون سا واقعہ؟ میں ان کی طرف متوجہ ہوا تاکہ وہ مجھے سنائیں!

کہنے لگے:

> ''قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ اپنے ایک فقیہ ساتھی کے پاس گئے۔ جنھوں نے ابھی ابھی ایک کتاب لکھی تھی۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس کتاب کو دیکھا تو بہت پسند آئی۔ مطالعے کے لیے اپنے دوست سے وہ کتاب ادھار لے لی۔

فقیہ صاحب کہنے لگے: میرے پاس صرف ایک ہی نسخہ ہے اگر یہ گم ہو گیا تو کتاب ضائع ہو جائے گی۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہوئے وعدہ کیا کہ کل کتاب

واپس کر دوں گا۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ کتاب گھر لے آئے اور ساری رات مطالعہ کرتے رہے۔
ان کی بیوی آپ کو اپنے پاس بلاتی رہی لیکن آپ نے مطالعے میں مشغولیت کی بنا پر کوئی توجہ نہ دی۔
اذان فجر ہوئی آپ نماز کے لیے مسجد گئے پھر بعد میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ دوپہر کے وقت جب گھر واپس آئے تو جلنے کی نئ بو محسوس کی جو پہلے کبھی نہ سونگی تھی۔ گھر میں اپنی بیوی سے پوچھا: آج کیا پکایا ہے؟

زوجہ بولیں: ابھی آپ کو پتا چل جائے گا۔

جب دستر خواں پر کھانے کا طباق رکھا تو اس میں جلی ہوئی کتاب پڑی تھی جو آپ ادھار لے کر آئے تھے۔

پچھلی رات توجہ نہ دینے کی وجہ شدید غصے میں آکر آپ کی بیوی نے کتاب جلا دی تھی آپ نے کتاب لی اور پریشان ہو گئے پھر قلم اور صفحات لیے رات جو کچھ مطالعہ کیا اپنی یاداشت پر لکھ دیا، دوبارہ اپنے دوست کے پاس گئے کتاب واپس دی اور کہا دیکھو کیا کوئی کمی تو نہیں ہے۔ انھوں نے کتاب ٹٹولی اور بولے نہیں، نہیں کچھ بھی کم نہیں ہے۔

میں بڑا حیران ہوا کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ کے حالات میں نے بہت سی کتابوں

میں پڑھے ہیں لیکن یہ واقعہ نہیں پڑھا۔ میں نے تعجب اور لاعلمی کے ساتھ پوچھا:
یا سیدی یہ واقعہ کہاں پڑھا آپ نے؟ تاکہ میں اس کو اپنے اس رسالے میں شیخ کے بتائے ہوئے مرجع کے ساتھ نقل کر سکوں۔
تو شیخ نے مجھے فرمایا: یہ ان حکایات میں سے ہے جو ہمارے شیوخ نے ہمیں بتائیں۔
پس یہ واقعہ انہیں واقعات میں سے ہے جس کو شیخ سماع کے طور پر نقل کرتے رہتے ہیں اور کتابوں میں نہیں لکھے ہوتے کتنے ہی ایسے واقعات اور مسائل ہیں جو بزرگوں کے دروازوں پر باادب جانے اور ان کے حلقے میں بیٹھنے کے بعد ہی معلوم پڑتے کتابوں اور دفتروں کے ذریعے علم حاصل کرنے والا بھی شیوخ کے پاس حاضر ہونے سے بے پرواہ نہیں ہے۔

کتابوں کی وجہ سے دکھ پہنچائے گئے علما کے واقعات

پچھلی حکایت اس بات کی دلیل ہے کہ وہ قاضی عیاض رحمہ اللہ، جنھیں مطالعے نے ہر کام اور ہر طرح کی سوچ سے روک دیا یہاں تک بیوی کی محبت اور توجہ بھی مطالعہ کو نہ روک سکی، آپ کتاب کے جلنے سے کتنی تکلیف پہنچی ہو گی۔
اب ہم چند ایسی ہی ملتی جلتی علما کی حکایتیں نقل کرتے ہیں تاکہ ایسی آزمائش میں مبتلا ہونے والوں کے لیے تسلی کا سامان ہو سکے۔

شیخ ابن حجام کا واقعہ

قاضی عیاض مالکی اپنی کتاب ترتیب المدارک میں امام فقیہ عبداللہ بن ابی قاسم بن مسرور تجیبی متوفی 346ھ معروف ابن حجام کے باب میں فرماتے ہیں:

ابوبکر بن عبدالرحمن کہتے ہیں شیخ ابن حجام کے گھر والوں نے ان کے لیے ایک باندی خریدی اس کو تیار کر کے شیخ کے گھر بھیج دیا۔ رات ہوئی تو شیخ نے صفحات لیے اور ساری رات لکھتے رہے۔ اس باندی کی طرف بالکل بھی توجہ نہ دی یہی سلسلہ پورا ایک مہینہ چلتا رہا جب باندی کی برداشت ختم ہوگئی بولی:

اگر آپ کو میرے میں کوئی دلچسپی نہیں تو مجھے بیچ دیں۔

شیخ اسے کہنے لگے: تم کون ہو؟

بولی: آپ کی باندی۔

بولے: میں نے تو کوئی باندی نہیں خریدی۔ جس نے تجھے خریدا ہے اس کے پاس جاو تاکہ وہ تمھیں بیچ سکے۔

اس نے ایسا ہی کیا۔۔

شیخ رحمہ اللہ اپنی وفات تک اسی حالت میں رہے۔[1]

---

(1) ترتیب المدارک ق تقریب المسالک 2/45

مفتی حبیب عبداللہ بن عمر یحییٰ باعلوی کی سہاگ رات

عبدالفتاح ابوغدہ اپنی کتاب قیمة الزمن عند العلماء میں اپنے والد کا ایک خط ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”احمد شاطری اپنے رسالے جو انھوں نے والد صاحب کو بھیجا تھا اس کے پانچویں باب کے آخر میں لکھتے ہیں: مجھے یاد ہے جو علامہ مفتی حبیب عبداللہ بن عمر یحیی باعلوی متوفی خضر موت 1265ھ کے ساتھ معاملہ پیش آیا۔

آپ کی سہاگ رات تھی جب کمرے میں داخل ہوئے تو کچھ بناو سنگھار کرنے والی خواتین بھی زوجہ کے پاس تھیں۔ رات کا وقت تھا تو آپ نے شیخ اسماعیل بن مقری شافعی متوفی 837ھ کی کتاب الارشاد پکڑی اور مطالعہ شروع کر دیا۔ بناو سنگھار کرنے والیاں چلی گئیں لیکن آپ مطالعے میں ہی مشغول رہے حتی کہ فجر کی اذان ہوگئی دلہن اسی طرح بیٹھی رہی۔

ساری رات مطالعے میں مشغولیت کی بنا پر آپ نے دلہن کی طرف توجہ نہ دی کہ آپ کے نزدیک مطالعہ دلہن سے زیادہ اہم تھا۔

زمخشری کی محبت

زمخشری کہتا ہے

سھری لتنقیح العلوم ألذ لی

من وصل غانیة وطیب عناق

علم کی شب بیدار کرنا میرے نزدیک گانے والی اور بھنے مینڈے کی خوشبو سے زیادہ محبوب ہے

و ألذ من نقر الفتاۃ لدفھا

نقری لالقی الترب عن اوراقی

اپنے ہاتھوں کو رگڑتے ہوئے کتاب کے صفحے صاف کرنا خوب صورت عورت کے ہاتھوں دف پر پڑنے سے بھی زیادہ لذت دیتا ہے۔"[1]

اپنی بیوی کی تعریف

علامہ سیدی محمد مختار سوسی نے اپنی بیوی کی تعریف کی:

علامہ سیدی محمد مختار سوسی اپنی کتاب من افواہ الرجال میں لکھتے ہیں:

"میں رات کے اس پہر میں لطف اندوز ہو رہا ہوں۔ ہمارے گھر اور ہمارے

[1] قیمۃ الزمن عند العلماء ص 147

پڑسیوں کے گھر میں سب سو رہے ہیں سوائے میرے۔اور یہ چراغ کی شمعہ اژدھا کی زبان کی طرح جلتے ہوئے مجھے مبہوت کر دینے والی روشنی دے رہی ہے۔میں بجلی بند ہونے کی وجہ سے اسی پر گزارا کر رہا ہوں میں تو اسی پر تروتازہ ہو گیا اور اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ چراغ میرے پاس ہے جو اپنے حال پر خوش رہتا ہے حال اسے فائدہ پہنچاتا ہے۔

اور یہ میری ہمسفر بیٹھی اس وقت سورت **افلا یعلم** تلاوت کر رہی ہے اور اس انتظار میں ہے کہ کب میں اپنے بستر پر آوں۔اسے نیند آگئی تو اب وہ اپنی جگہ پر ہی جھک کر سو گئی ہے اللہ کا شکر ہے میری بیوی عصر حاضر کی عورتوں کی طرح نہیں ہے اور نہ ہی ابراہیم عبد القادر مازنی ادیب کی بیوی کی طرح بھی ہے۔اگر ایسا ہوتا میرے اردگرد پڑے صفحات صبح تک پھٹے ہوتے۔میں تو مسلسل لکھتا رہتا ہوں اس چھوٹی سے جگہ پر کتنی ہی کاپیاں میں لکھ چکا ہوں میں اس سے صرف چند باتیں ہی کرتا ہوں۔اللہ جانتا ہے میں اس کے ساتھ کیسا برتاو کرتا ہوں کیوں کہ میرا جسم تو اس کے ساتھ ہے لیکن میرا دل مراکش میں اپنے بھائیوں کے ساتھ ہوتا ہے۔"[1]

بے شک علما کا کتب میں مشغول رہنے اور اپنے دل کو ریاضت کے لیے خالی رکھنے میں علم اور امت کے لیے بہت بھلائی ہے۔ایسا بھی ہوتا رہا ہے کتابوں سے

(1) السیرۃ الذاتیہ للمختار سوسی ص144

عشق اور تنہائی میں ان کا مطالعہ کرنے کی لذت بیویوں کی طرف متوجہ ہونے سے روک دیتا تھا۔ تو وہ بیویوں کی کئی حاجات کو پورا کرنے میں کوتاہی کر جاتے تھے۔ کئی ایسی بیویاں کتابوں کو سوکنوں سے زیادہ تکلیف دہ سمجھتی تھیں۔

تین سوکنوں سے زیادہ تکلیف دہ چیز

خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں علامہ زبیر بن بکار رحمہ اللہ متوفیٰ 256 ہجری موسی بن مارستانی سے بیان کرتے ہیں کہ جناب زبیر بن بکار رحمہ اللہ نے ہمیں بتایا:

”میری بھتیجی میری بیوی سے بولی میرے چاچو اپنے گھر والوں کے ساتھ کتنے اچھے ہیں۔ نہ ہی کوئی سوکن لائے اور نہ کوئی باندی۔

بیوی نے جواب دیا: خدا کی قسم ان کی یہ کتابیں تو میرے لیے تین سوکنوں سے زیادہ تکلیف دہ ہیں۔“[1]

ساس نے دوات توڑ دی

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ اخبار الظراف و المتماجنین میں فرماتے ہیں:

ابو قاسم عبید اللہ بن عمر بقال نے بتایا:

”ہمارے شیخ ابو عبد اللہ بن محرم کی شادی ہوئی بیوی میرے گھر میں آگئی میں ایک

[1] تاریخ بغداد 9/491

دن اپنے معمول کے مطابق لکھنے میں مصروف تھا اور دوات میرے سامنے پڑی تھی میری ساس نمودار ہوئی اور دوات اٹھاکر زمین ماری اور دوات ٹوٹ گئی ساس بولی: میری بیٹی پر تمہارے یہ کام تین سو سوکنوں سے بھی زیادہ سخت تر ہیں[1]"۔

بیوی نے اپنے شوہر کی لائبریری کو تالاب میں بہا دیا

کئی علماء پڑھنے پڑھانے اور لکھنے کی وجہ سے سب و روز کتابوں کے مطالعے میں مشغول رہتے اسی بنا پر ان میں سے بعض کی بیویوں کے دل جلانے والی کتابیں یا جلا دی گئی جیساکہ قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ کا واقعہ گزرا یا ان کو پانی میں بہادیا گیا جیساکہ منقول ہے۔۔۔

علامہ شیخ سیدی عبدالحی کتانی رحمہ اللہ اپنی کتاب مکتبات الاسلامیہ و من الف فی الکتب میں لکھتے ہیں:

> "فاطمیوں کے دور میں کتابوں کو جمع کرنے والوں میں سے مصر میں امیر محمود الدولہ ابوالوفاء بن مبشر آلامدی بھی تھے جو مصر کے امیر بھی تھے اور عالم فاضل بھی۔ ابن ابی اصبیعہ فرماتے ہیں ابو الوفا کے پاس بہت سی کتابیں تھیں، میں نے متقدمین علما کی بہت سی کتابوں پر ابوالوفا کے ہاتھ کے لکھے حاشیے دیکھے۔ ابوالوفا نے

[1] اخبار الظراف المتماجنین ص147

خود بہت ہی زیادہ کتابوں کی املا بھی لکھی، بہت سی کتابیں تو مل
جاتی ہیں اور بہت سی کے صفحات کے رنگ اڑ گئے، ان کی اصل کا
پتا ہی نہیں چلتا۔ شیخ سدید الدین منطقی مصری فرماتے ہیں امیر ابن
فاتک علم کے شیدائی تھے، ان کے پاس کتابوں کا خزانہ تھا سواری
سے اترنے کے بعد امیر اکثر اوقات مطالعے میں ہی گزار دیتے ان
کا مشغلہ صرف پڑھنا اور لکھنا ہی تھا ان کی بیوی بھی حکومت کی
قابل قدر خاتون تھی۔ جب ابوالوفا فوت ہو گئے تو ان کی بیوی
اپنے خادماوں کے ساتھ کتابوں کے پاس گئی۔ اسے کتابوں سے
چڑ تھی کیوں کہ انہی کتابوں کی وجہ سے خاوند اسے وقت نہ دیتا تھا
، بیوی نے رونا شروع کر دیا پھر کتابوں کو اس نے گھر میں بنے
تالاب میں ڈلوا دیا اکثر کتابیں غرق ہوگئی اسی وجہ سے ابووفا کی
اکثر کتابوں کی یہ حالت ہے کہ صفحوں سے سیاہی مٹی ہوئی ہے۔ [1]"

(1) تاریخ مکتبات الاسلامیہ و من الف فی الکتب ص37

امام بوصیری کا کلام

امام بوصیری رحمہ اللہ ایک کلام میں اپنے بچوں کی امی کی شکایت کی کیونکہ بڑھاپے اور فقیری کی وجہ سے آپ کی زوجہ آپ کو طعنے دیا کرتی تھی۔یہی وجہ ہے کہ آپ نے چند قصائد اہل سلطنت کی تعریف میں لکھے تاکہ ان کی جانب سے کچھ انعام و اکرام حاصل ہواور آپ کے حالات بہتر ہوسکیں۔

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَبَلِیَّتِی عِرْسٌ بُلِیتُ بِمَقْتِها
والبَعلُ مَمْقُوتٌ بغَیرِ قیام

میری آزمائش تو میری بیوی ہے اس کی ناراضگی کے ذریعے مجھے آزمایا گیا۔اور جب قیام و طعام کا سامان نہ ہو تو شوہر قابلِ نفرت ہی ہوتا ہے۔

جَعَلَتْ بِإِفْلاسِی وَشَیْبِیَ حُجَّة
إذا صِرْتُ لاخلفی ولاقدامی

اس نے میری غربت اور بڑھاپے کو دلیل بنایا جس وقت نہ تو میرے آگے کچھ ہے اور نہ پیچھے۔

بلَغَتْ مِن الكِبَرِ العِتی ونُكِّسَتْ

فِی الخَلْقِ وَهُیَ صَبِیَّة الاَرحامِ

بڑھاپے کے سبب سوکھ جانے کی حالت کو پہنچ چکی ہے اور جب وہ ماں کے پیٹ میں تھی اسی وقت اوندھی بنائی گئی تھی۔

إنْ زُرْتُها فی العامِ یَوْماً أنْتَجَتْ

وَأتَتْ لِستَّةِ أشْهُرٍ بِغُلامِ

اگر میں سال میں کسی دن اس کے پاس جاوں تواس کا نتیجہ نکل جاتا ہے اور چھے ماہ میں ہی بچہ لے کر آجاتی ہے۔

أوهذه الاولادِ جاءت كلها

مِنْ فِعْلِ شَیْخٍ لیسَ بالقَوّامِ

کیا یہ ساری اولاد ایسے بوڑھے سے پیدا کرلی جو مضبوط نہیں ہے۔

وَأظُنُّ أنَّهُمُ لِعُظْمِ بَلِیَّتِی

حَمَلَتْ بِهِمْ لا شَكَّ فی الاَحلامِ

مجھے تو لگتا ہے میری سب سے بڑی مصیبت نے ان کو سب خواب میں پیٹ میں لے لیا۔

أوَ کلَّ ما حلمتُ به حملتْ به
من لی بأنَّ الناسَ غیرُ نیامِ

یا جب کبھی اسے احتلام ہوتا ہے تو پھر یہ حاملہ ہو جاتی ہے۔کون
کہ میرے لیے اس کا ذمہ دار ہو گا کہ لوگ نہ سوئیں

یا لَیْتَها کانَتْ عَقِیماً آیِسا
أَوَلَیْتَنِی مِنْ جُمْلَةِ الخُدَّامِ

کاش یہ بانجھ ہوتی یا اے کاش میں کسی کا خادم ہوتا

أوَلَیْتَنِی مِنْ قَبْلِ تَزْوِیجی بها
لو کنتُ بِعْتُ حَلالها بِحَرامِ

یا اے کاش میں شادی سے پہلے ہی اس کے حلال کو حرام کے
بدلے بیچ دیتا۔

أولَیْتَنِی بعضُ الذینَ عَرَفْتُهُمْ
ممنْ یُحَصَّنُ دینهُ بِغُلامِ

یا اے کاش میں اپنے جاننے والے نیک لوگ جنھوں نے اپنے
دین کی حفاظت کی ان کا غلام ہوتا

کیفَ الخَلاصُ مِنَ البَنِین وَمِنُهُمُ

قومٌ وَرایَ وَآخَرُونَ أمامِی

بیٹوں اور بعض اگلے پچھلے لوگوں سے کیسے خلاصی ملے

لَمُ یُرُزَقِ الرِّزُقَ المُقِیمُ بأَهُلِهِ

فشکوا عنا بُعدی وفقرَمقامی

اتنا تو رزق ملا نہیں جس کے ذریعے گھر بار چلا سکوں تو ان لوگوں نے دوری اختیار کرنے اور میری محتاجی کا شکوہ کر دیا۔

فارَقُتُهُمُ طَلَباً لِرِزُقِهِمُ فلا

صرفی یسرُّهُمُ ولا استخدامی

میں ان کا رزق تلاش کرنے کی غرض سے ان سے جدا ہو گیا نہ تو ایسا سازو سامان ہے جو انہیں خوش کر سکے اور نہ ہی کوئی میری خدمت کرنے والا ہے۔

مَنُ کانَ مِثُلِی لِلُعِیالِ فإِنَّهُ

بَعُلُ الارَامِلِ أَوُ أَبُو الایُتَامِ

اہل وعیال کے معاملے میں جو میری طرح ہو گا وہ یا تو رنڈوا ہو گا یا

یتیموں کا باپ

أصبحتُ من حملی هُمومهمُ علی
هرمی کأنی حاملُ الاهرامِ

اس عمر میں ان کے غم اٹھا کر میں ایسے ہو گیا ہوں جیسے میں نے اہرام مصر اٹھایا ہوا ہے۔

مردوں کے سفید بال عورت کیسے لگتے ہیں؟

میں کہتا ہوں مردوں کے سروں کا سفید ہونا عورتوں کے ہاں عیب شمار کیا جاتا ہے۔

امروءالقیس کہتا ہے:

ارهن لایحببن من قل ماله
ولامن راین الشیب فیه وقوسا [1]

میں نے دیکھا ہے یہ عورتیں کم مال والے سے محبت نہیں کرتیں اور نہ ہی جس کی کم مڑ چکی ہو اور بال سفید ہو گئے ہوں اس سے محبت کرتی ہیں۔

امام مقری ابو عمرو بن علا کہتے ہیں:

(1) دیوان امروالقیس ص 111

وانکرتنی وماکان الذی نکرت

من الحوادث الا الشیب و الصلعا [1]

وہ اجنبی رہتی ہے مجھ سے اور کوئی بھی آفت آن پڑے اس سے

بھی اجنبی رہتی ہے لیکن جب سر کے بال سفید ہو جائیں یا گنجا ہو

جاوں تو اسے پتا چل جاتا ہے

عورتوں کو کچھ مردوں کے سفید بال پسند ہوتے ہیں:

لیکن یہ ایسا عیب ہے جو فقر کی عیب کے تابع ہے۔ جب فقر ظاہر ہوتا ہے تو یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے، اور اگر اسی طرح اگر شوہر مال دار اہل ثروت ہو تو یہ عیب چھپ جاتے ہیں اور نہ ہی ان کا کوئی ذکر کیا جاتا ہے بلکہ ایسی صورت میں ان چیزوں خوب صورتی سمجھ کر بیان کیا جاتا ہے۔

ابن ساعی کتاب نساء الخلفاء میں فرماتے ہیں:

ابو الفرج اصفھانی عرفہ جو کہ بدعہ کی وکیل تھی سے روایت کرتے ہیں جب خلیفہ معتضد شام سے واپس آیا اس کے ساتھ بہت سے خادم تھے۔ ان کے پاس پہلے ہی دن بدعہ (شاعرہ) آئی اور مجلس میں بیٹھ گئی۔

[1] بغیۃ الوعاۃ ص 231/2

خلیفہ نے پوچھا: اے بدعہ ذرا بتا تو سہی میرے سر اور داڑھی کی سفیدی کے متعلق تو کیا کہتی ہے؟

بولی: میرے سردار اللہ آپ کی اتنی عمر کرے کہ آپ اپنے پوتوں کی سفیدی بھی دیکھیں۔ آپ کے چہرے کی سفیدی تو چاند سے بھی زیادہ خوب صورت لگ رہی ہے۔ پھر تھوڑی دیر سوچنے کے بعد بولی:

ما ضرك الشيب شيئا
بل زدت فيه جمالا
قد هذبتك الليالى
وزدت فيها كمالا
فعش لنا فى سرور
وانعم بعيشك بالا
فى نعمة و سرور
و دولٌ تتعالى

بالوں کی سفیدی نے تمھیں تکلیف نہیں دی بلکہ تیرے حسن میں اضافہ کر دیا ہمارے لیے سرور والی زندگی جیواور اپنی زندگی کے اچھے حالات میں انعامات کرتے رہو تمہارا ہر دن اور ہر رات

اقبال بڑھتا رہے تمھاری نعمت ،تمھارے سرور اور بلند و بالا سلطنت میں ان اشعار کی وجہ سے بدعہ کو معتضد سے بھاری انعامات ملے۔

عرفہ سے یہ واقعہ بھی منقول ہے:

جب معتضد جنگ سے واپس آیا تو اس کے خدام اس کے پاس آئے تو بدعہ بھی وہاں آئی تھی بولی میرے سردار اس سفر نے آپ کے بال سفید کر دیئے ہیں۔

بولا: ابھی میں جس کام سے گزرا ہوں اس نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔

جب بدعہ واپس پلٹی تو یہ اشعار گانے لگی:

ان کنت شبت یا ملیك البرایا

لامور عانیتها و خطوب

اے دینا کے بادشاہ اگر توں حالیہ امور اور سفروں کی وجہ سے بوڑھا ہو گیا ہے

فلقد زادك المشیب جمالا

المشیب البادی کمال الادیب

توبالوں کی سفیدی نے تیرے حسن کو دوبالا کر دیا ہے بالوں سفید کی طرف قدم بڑھانا مہذب شخص کی کاملیت کی دلیل ہے

فابق اضعاف ما مضی لك فی عز
و ملك و خفض عيش و طيب

تمہاری عزت بادشاہت عیاشی اور خوشیاں پہلے کی بنسبت دگنی ہوجائیں

معتضد اشعار سن کر جھوم اٹھا اس کو انعامات اور جوڑے دیئے۔ [1]

غریب کے فقر کو عیب کو شمار کیا جاتا ہے۔ عورتوں پر اس کی پوشیدہ باتیں بھی ظاہر ہوجاتی ہیں۔

مغربی ضرب المثل ہے:

الرجل لا یعیبہ سوی جیبہ

مرد کو سوائے جیب کے کسی بھی چیز کا عیب نہیں لگایا جاتا

اس کا معنی بالکل واضح ہے۔

(1) نساء الخلفا لابن الساعی ص 64-65-66

امام عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ رحمہ اللہ کا واقعہ:

امام ذہبی رحمہ اللہ تاریخ اسلام میں امام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ان کی ایک باندی تھی جو زبان سے آپ کو تکلیف دیتی تھی آپ نے کبھی بھی اسے کچھ نا کہا اور نہ ہی اپنی بیویوں کو کبھی کچھ کہا۔ میں نے بارہا عبدالرحمن سے سنا وہ فرماتے ہیں:

میں ان سے بڑھ کر جمیل اور ان سے بڑھ کر مثبت احتمال نکالنے والا کبھی نہیں دیکھا۔"[1]

علامہ علی بن احمد حرالی تجیبی رحمہ اللہ کے واقعات

سیدی عباس بن ابراہیم اپنی کتاب اعلام بمن حل مراکش و اغمات من الاعلام میں ان کی گفتگو کرتے ہوئے امام ذہبی کا قول نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہمیں شرف الدین بارزی نے بتایا:

"شیخ علی بن احمد حرالی نے ایک عورت سے نکاح کر لیا وہ آپ کو گالیاں اور اذیت دیتی تھی آپ مسکراتے اور اسے دعا دیتے تھے۔ ایک شخص نے ایک جماعت سے شرط لگائی ان کو آزمائش میں ڈال دے گا۔ وہ شخص شیخ کی محفل میں آیا جب آپ تقریر کر رہے تھے وہ

(1) تاریخ الاسلام ص 490

زور سے چلاتے ہوئے بولا: توں اور تیرا باپ یہودی تھا پھر مسلمان ہوئے آپ کرسی سے اتر کر اس کے پاس آئے اس شخص نے سمجھا کہ شیخ غصے میں آگئے ہیں اور میں نے شرط پوری کر دکھائی شیخ اس کے پاس پہنچے تو چادر اتار کر اسے دی اور فرمایا: اللہ تمھیں بھلائیوں سے مالامال کرے کیوں کہ تونے میرے باپ کے مسلمان ہونے کی گواہی دی ہے۔"[1]

ناشکری خادمہ

امام مقری اپنی کتاب نفح الطیب میں شیخ موصوف کے باب میں لکھتے ہیں:

ایک دن صبح کے وقت شیخ موصوف کے گھر کچھ بھی کھانے کو نہ تھا آپ کے گھر ایک کریمہ نامی باندی تھی جو آپ کے بیٹے کی ماں بھی تھی۔ اس کا اخلاق بہت برا تھا اس نے کھانالانے پر بہت زور دیا اور بولی چھوٹے بچوں کے لیے کھانے کے لیے کچھ نہیں ہے

فرمایا: میرا خادم ابھی غذا لے کر آتا ہی ہو گا۔

ابھی گفتگو جاری تھی کہ سامان اٹھائے ہوئے ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا اس کے پاس دانے تھے۔

شیخ بولے: کریمہ جلد بازی اچھی نہیں دیکھو خادم نے دانے بھیجے ہیں۔

(1) علام بمن حل مراکش واغمات من الاعلام 106/9

بولی: ان دانوں کا کیا کروں یہ کسی کام کے نہیں۔
شیخ نے صدقہ کرنے کا حکم دیا پھر فرمایا: چلو ابھی اس سے بہتر کچھ آتا ہوگا۔
تھوڑا انتظار کیا باندی نے پھر بدزبانی شروع کردئی۔ اسی دوران ایک اور شخص سوجی لے کر آیا شیخ نے باندی سے کہا: یہ دانوں سے بہتر اور کھانے میں آسان ہے۔
وہ اس پر بھی راضی نہ ہوئی آپ نے اسے بھی صدقہ کرنے کا حکم دے دیا۔ جب صدقہ کردیا تو اس کی زبان اور تیز ہوگئی پھر ایک شخص مکمل کھانا لے کر آگیا۔
شیخ نے اس سے کہا: اے کریمہ اب یہ کافی ہوگا میرا خادم تمہارے حال سے واقف ہے۔[1]

دو شادیاں کر کے پھنس گیا ہوں

امام عارف باللہ عبدالعزیز دریني رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تزوجت اثنين لفرط جهلي
عسى بزواجهن تقر عيني

میری جہالت کے دو شادیاں کر بیٹھا دو ہوں گی دونوں آنکھوں کو ٹھنڈک ملے گی

فقلت اعيش بينهما خروفا

---

[1] نفح الطیب 188/2

لانعم بین اکرم نعجتین

میں نے سوچا دونوں کے درمیان تروتازہ رہوں گا کیوں کہ دو بڑی بڑی آنکھوں والی حسینا مجھے ملی ہوں گی

فجاء الحال عکس الحال دوما

عذاب دائم ببلیتین

جبکہ معاملہ تو ہمیشہ کے لیے الٹا ہو گیا دو بلاوں کے دائمی عذاب میں مبتلا ہو گیا

رضا ھذی یجرك سخط ھذی

فلا اخلو من احدی السخطتین

اس کی رضا اُس کی نافرمانی کی طرف گھسیٹتی ہے دونوں میں سے ایک تو ناراض ہی رہتی ہے

لھذی لیلة ولتلك اخری

نقار دائم فی اللیلتین

اس کی رات کی باری ہو تو دوسری پوری دو راتیں ٹھونکیں مارتی رہے گی

اذا ماشئت ان تحیا سعیدا
من الخیرات مملوء الیدین

اگر تم سعادت مند زندگی چاہتے ہو جو بھلائیوں سے مالا مال ہو

فعش عزبا وان لم تستطعه
فواحدة تکفی عسکرین

یا تو کنوارہ رہ اگر گزارا نہیں تو ایک ایک تجھے فوجوں پر کافی ہے [1]

(1) الکواکب الدریة 179/2

امام حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی زوجہ پر برہمی

علامہ صلاح الدین خلیل بن ایبک صفدی اپنی کتاب نکت الهمیان فی نکت العمیان میں لکھتے ہیں:

حافظ ذہبی نے مجھے اپنے اشعار سنائے ان میں سے یہ بھی ہیں

لو ان سفیان علی حفظه
فی بعض همی نسی الماضی

اگر سفیان حافظے کے باوجود میرے معاملات میں غور نہیں کرتا تو گویا کہ وہ میرا ماضی بھول گیا ہے

نفسی و عرسی ثم ضرسی سعوا
فی غربتی و الشیخ والقاضی

میری جان، میری بیوی، میری داڑھ مجھے تنہا کرنے بوڑھا کرنے اور قضاۃ کے در پر ہو چکی ہیں۔[1]

حافظ ذہبی نے یہ اشعار اپنی زندگی کے آخری سالوں میں کہے ہیں جب "آپ کو وفات سے چار سال قبل تکلیف ہوئی یا آنکھوں سے پانی بہنے کی بنا پر کہے کیوں کہ آپ کو اذیت پہنچتی اور آپ غصہ ہو جاتے آپ سے کہا گیا کہ آنکھوں کا پانی طبیب سے نکلوا دیجیے تو بینائی ٹھیک ہو جائے گی بولے یہ بینائی پانی کی وجہ سے کمزور نہیں ہے میں جانتا

[1] نکت الهمیان ص 243

ہوں تھوڑی تھوڑی نظر کمزور ہوتی گئی حتی کہ مکمل نظر جاتی رہی "[1] شاید آپ کسی روز اس پانی کی وجہ سے شدید غصے ہو گئے آپ کی اہلیہ صبر نہ کرسکی تو آپ کو کچھ سنا دیا پھر اسی بنا پر آپ نے یہ شعر کہے واللہ اعلم

شیخ عارف باللہ عثمان الخطاب رحمہ اللہ کا واقعہ

امام شعرانی طبقات کبری میں شیخ عثمان کے باب میں لکھتے ہیں: مجھے شیخ نور الدین شونی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ شیخ عثمان کے ایک عرصہ تک پڑوسی رہے ایک رات وضو کرنے کے لیے باہر نکلے۔ گلی میں ایک شخص کو چادر میں لپٹے لیٹے ہوئے دیکھا آپ نے کہا بھائی یہ سونے کی جگہ نہیں ہے اٹھو اس نے چادر منہ سے ہٹاتے ہوئے کہا:

بھائی میں عثمان ہوں میرے بچوں کی امی نے مجھے آج گھر سے نکال دیا اور قسم اٹھائی آج مجھے گھر سونے نہیں دے گی۔۔۔ وہ عورت آپ پر مسلطت تھی۔[2]

ایسا ہی معاملہ عثمان دیمی رحمہ اللہ کا بھی تھا۔

[1] نکت الھمیان ص 342

[2] الطبقات الکبری 198/2

عثمان دیمی کا زوجہ کی اذیتوں پر صبر

امام مناوی کوکب الدریہ میں عثمان دیمی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

آپ کی ماں آپ کے سر اور کندھوں پر مارا کرتی تھی آپ کو چلا کر بولتی لیکن آپ ٹس سے مس نہ ہوتے تھے پھر بیوی کے امتحان میں پڑ گئے بیوی آپ کو سخت تکلیف دیتی تھی بارہا آپ کو رات کے وقت گھر سے نکال دیتی اور کہتی: میں تمھیں اپنے بستر پر سونے کی اجازت نہیں دیتی آپ راستوں میں سویا کرتے۔

آپ کہتے ہیں: مجھے خوف رہتا تھا کہ میں کسی چھوٹی مسجد میں سوجاوں اور میری ہوا نکل جائے اور مجھے خبر نہ ہو(اس لیے راستوں میں سوتا ہوں)۔[1]

(1)الکواکب الدریہ 377/2

بیوی سے ڈرنے والے بزرگ

امام شعرانی رحمہ اللہ طبقات کبری میں شیخ عابد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

محمد سروی رحمہ اللہ بھی بیوی کی آزمائش میں مبتلا تھے۔ بیوی سے بہت زیادہ ڈرتے حتی کہ کوئی فقیر اگر خلوت میں شیخ کے پاس آتا تو بیوی اسے بغیر اجازت کے نکال دیتی تھی اور آپ بیوی کو کچھ نہ کہتے تھے۔[1]

شیخ ابو حمائل کا بیوی سے خوف

امام شعرانی لواقح الانوار القدسیہ میں فرماتے ہیں:

اسی طرح میں نے سیدی شیخ محمد بن ابو حمائل سروی کی زوجہ کو بھی دیکھا کہ آپ کو گالیاں دیتی اور باہر نکال دیتی تھی آپ اس سے بہت خوف کھاتے تھے۔

امام مناوی کواکب دریہ میں فرماتے ہیں:

آپ بیوی کی آزمائش میں مبتلا تھے حالانکہ آپ اس کو ہلاک کرنے کی طاقت بھی رکھتے تھے جب آپ کسی بھی فقیر کو آستانے میں لاتے تو بیوی اس کو نکال دیتی اور کہتی تجھے غلط خبر دی ہے میں شیخ کو کام کرنے نہیں دیتی شیخ خاموش رہتے۔[2]

(1) الطبقات الکبری 230/2

(2) الکواکب الدریہ 511/2

شیخ علی خواص رحمہ اللہ کی آزمائش بیوی کی جانب سے

آپ کے شاگرد امام شعرانی **عہود محمدیہ** میں فرماتے ہیں:

شیخ علی خواص رحمہ اللہ کے بیوی تین ماہ سے زیادہ عرصہ آپ کو چھوڑے رہی ایک ماہ تو محض اس لیے دور رہی کہ کھلے پانی میں آپ نے اس کی مرغی کو پانی پلا دیا تھا۔

ایک بار غلطی سے بیوی کے برتن میں پانی پی لیا تو آپ کے منہ لگنے کی جگہ کو اس نے کھرچ دیا اور کبھی بھی اس جگہ اس نے اپنا منہ نہ لگایا۔

حجاز کا سفر ساتھ کیا لیکن وہ پاس نہ آئی مصر کا سفر ساتھ کیا واپس آ گئے لیکن دونوں کے درمیان کوئی بات نہ ہوئی جب مر گئی تو آپ سفید جھنڈا لے کر اس کی میت کے ساتھ چلے۔

انھوں نے اپنے مرض موت میں مجھے بتایا کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ ستاون سال رہے ایک رات بھی وہ آپ کے ساتھ نہ سوئی حالانکہ شادی کے وقت دونوں راضی تھے۔[1]

جب آپ کو کوئی کہتا کہ اسے طلاق دے دو تو کہتے: **ظلم میری جانب سے ہے اس کی جانب سے نہیں کیوں کہ یہ تو میرے اعمال کی شکل ہے۔**[2]

اللہ آپ کا رحمتیں نازل کرے کتنے حلیم تھے آج کے زمانے میں آپ جیسا حلم کس

(1) لواقح الانوار القدسیہ فی بیان العہود المحمدیہ ص 261

(2) المنن الکبریٰ ص 396

کے پاس ہوگا؟

لیست الاحلام فی حال الرضا
انما الاحلام فی حال الغضب

حلم رضامندی کی حالت میں نہیں بلکہ غضب کی حالت میں ہوتا ہے[1]

بیوی کی بیماری پر صبر بھی ایک نعمت ہے

امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ کی بیوی کی نافرمانی اور سختی کا ذکر پہلے گزر چکا اُن سب کے باوجود آپ فرماتے ہیں:

"اللہ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ایک نعمت بیوی اور باندی کے بیمار ہونے کی حالت میں صبر کرنا ہے جب وہ بیت الخلا بھی نہیں جا سکتی تو مجھے اس کی پوشیدہ گندگی کو صاف کرنا ذرا بھی برا نہیں لگتا۔"[2]

واہ! آپ نے تو اس عادت کو اللہ کی نعمت قرار دیا جس پر شکر بجالایا جائے یہ سچے لوگ کتنے عجیب ہوتے تھے۔

اللہ ان پاک صاف، شریف، لطیف لوگوں پر رحمتوں کی برسات کرے۔

---

[1] المستطرف 317/1

[2] المنن الکبریٰ ص369

المرء لا یشکر عن بغیه
وانما یشکر عن عقله

خواہشوں کا مارا بندہ شاکر نہیں ہوسکتا شکر گزاری دانشمندی کا ثمرہ ہے

سیدی احمد بن عجیبہ رحمہ اللہ کی آپ بیتی

ان کا اپنی بیوی کے ساتھ واقعہ پچھلے تمام واقعات سے عجیب تر ہے گویا کہ ان کی بیوی نے پچھلے تمام عورتوں کے واقعات پڑھ لیے تھے اس لیے یہ بھی اپنے شوہر کے ساتھ ان جیسا معاملہ کرنے کے در پر ہوگئی۔

امام صاحب کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا وہ انھوں نے خود اپنی کتاب فہرست میں لکھا ہیں فرماتے ہیں:

”ہمارے اوپر بھی عورتوں کی اذیت اور جفا کا معاملہ پیش آیا اور ہم نے صبر کیا الحمدللہ“

پھر فرماتے ہیں:

”میں ایک دن ایک اونچی جگہ پر تنہا لیٹا ہوا تھا میری بیوی کو غصہ آگیا اس کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا۔ میرے پاس آکر گلے میں چادر ڈالی اور گھسیٹتے ہوئے نیچے لے گئی مجھے گھر سے باہر نکال کر

دروازہ بند کر کے تالا لگا دیا میں نے رات گھر سے باہر گزاری۔"

فرماتے ہیں:

"ایک دن میں چادر پر لیٹا تھا اس نے چادر نیچے سے کھینچ کر مجھے زمین پر گرادیا۔"

فرماتے ہیں:

"ایک دن میں دو پنیری پیڑے ایک برتن میں لایا اسے غصہ آگیا اس نے اسے پاوں کے نیچے روند دیا پھر میرے منہ پر پیڑے مارے۔میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرا سر زور سے دیوار کے ساتھ مارا۔۔۔"

"جہاں تک گالیاں اور بدعائیں کھانے کی بات ہے تو وہ مت پوچھ۔۔۔"[1]

تعجب خیز بات تو یہ ہے کہ عالی قدر جمیل اور کریم اخلاق کے مالک یہ امام اپنی بیوی کے ان کاموں کا عذر بھی خود بیان کرتے ہیں۔۔۔بیوی کے ساتھ پیش آنے والے ان واقعات کے بعد فرماتے ہیں:

"ان معاملات میں غیرت مند شخص اپنے کیے کاموں میں معذور ہے تیرا کیا خیال ہے جب توں اپنی بیوی کو دوسرے مردوں کے

(1)الفہرستۃ ص83

موج مستی کرتے دیکھے تو صبر کر سکے گا؟"[1]

مردوعورت کی غیرت ایک جیسی ہے

"قانون ایک ہے جس طرح مرد اپنی عورت کو کسی کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا اسی طرح عورت بھی اپنے مرد کو کسی اور کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتی۔ غیرت آنے کے بعد عورت جو بھی کرے عقل اور حلیم شخص اس کو اچھے پر ہی محمول کرے گا۔

جامع صغیر میں روایت ہے غیرت انسان کو شہدا کے ساتھ ملا دیتی ہے ایسے شخص سے قبر میں سوال نہیں کیا جائے گا واللہ اعلم"[2]
اُس خاتون کی خوش قسمتی تو دیکھو! اس کے شوہر عالم ربانی اور حکیم تھے۔

سیدی احمد بن عجیبہ فرماتے ہیں:
"اپنی بیوی کی اذیت اور زیادتی پر صبر کرنا ذلت نہیں بلکہ یہ حلم، عزت اور پردہ داری ہے بھلا عورت کے پاس کونسی طاقت ہے جو مرد پر غالب آجائے اسی وجہ سے کہا گیا ہے عورتیں عزت دار مردوں کو قابوں کر لیتی ہیں اور ذلیل مرد عورتوں کو قابو کر لیتے ہیں۔ عورت کی طرف سے ملنے والی اذیت پر صبر کرنے کو غلبہ کا

(1) الفھرسۃ ص 83

(2) الفھرسۃ ص 83

نام مجاز دیا گیا ہے۔"[1]

شعر

وجھل ردد ناہ بفضل حلومنا

ولو اننا شئنا ردد ناہ بالجھل

جہالت کا رد تو ہم اپنے حلم کے ذریعے کر دیتے ہیں اگر ہمیں چاہیں

تو اس کا رد اپنی جہالت سے بھی کر سکتے ہیں

ایسے ہی کریم اخلاق والوں کو تلاش کر کے لوگ اپنی بیٹیاں اور

جگر کے ٹکرے دیتے ہیں حدیث مرفوع میں ہے:

"نکاح گردن باندھنا ہے پس دیکھنا چاہیے کہ اپنی عزت کو کہاں باندھ رہا ہے۔"[2]

(1) الفہرستہ ص 83

[2] امام زین الدین عراقی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں اس کو ابو عمر توقانی نے معاشرۃ الاھلین میں حضرت عائشہ اور حضرت اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنھما سے موقوفا روایت کیا امام بیہقی فرماتے ہیں اس کو مرفوعاً بھی روایت کیا گیا ہے لیکن موقوفاً صحیح ہے الاحیاء 54/2

کتاب پڑھنے والے غور سے سن!

کتاب پڑھنے والے ان پاک ہستیوں کی بیویوں، ان کی ترش گفتگو یا برا بھلا کہنے کے متعلق بدگمانی کرنے سے بچو! کیوں کہ یہ تو اس پاک مرد کی بیوی ہے جس کے علم سے کثیر مرد اور عورتوں نے فائدہ حاصل کیا۔ نا صرف زندگی میں بلکہ مرنے کے بعد بھی اور اسی کی بدولت تو وہ ولایت اور اصلاح میں عالی مقام تک پہنچ گئے۔

علما تو قیامت والے دن شفاعت کرنے والوں میں سے ہیں وہ اپنے دشمنوں کی شفاعت کریں گے تو کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنی بیویوں اور بیٹوں کے شفاعت نہ کریں؟ ضرور کریں گے۔

اشعار بیوی کی مذمت میں

شیخ علامہ ادریس بن علی سنانی کے اشعار بیوی کی مذمت میں:

آپ اپنی بیوی کا شکوہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

الی الله اشکو اذی زوجة

تجرع قلبی هموم الشطط

اللہ کی بارگاہ میں بیوی کی اذیت کا شکوہ کرتا ہوں میرا دل بڑے بڑے غموں کے گھونٹ پی رہا ہے

تزوجتها طلبا للسرور

فجاء و للسین منه نقط

میں نے تو سرور حاصل کرنے کے لیے شادی کی تھی لیکن یہ تو نقطوں والا سرور مل گیا (شرور)

اری من تزوج فی وقتنا

تعرض من فوره للسخط

میں دیکھ رہا ہوں اس زمانے میں جو بھی شادی کرتا ہے اس کی جان فوراً ہی خطرے میں پڑ جاتی ہے

مجاہد عبدالقادر جزائری رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار

شیخ عبدالقادر نے اپنے قصائد میں ایک طویل کلام بیوی کے ساتھ معاملات کے متعلق بھی لکھا ہے میں اس کو من وعن نقل کر دیتا ہوں۔

اقاسی الحب من قاسی الفواد

وارعاہ ولا یرعی ودادی

میں اس سنگ دل کی محبت کا غم جھیل رہا ہوں مجھے تو ہمہ وقت اسی کا خیال ہے لیکن اسے میری چاہت کی کوئی پرواہ نہیں

ارید حیاتها وترید قتلی

بهجر او بصد او بعاد

میں اس کی لمبی زندگی کا تمنائی ہوں اور وہ ہجر و فراق اور دوری کے ذریعے میرے قتل کے درپے ہے

وابکیها فتضحك ملء فیها
واسهر و هی فی طیب الرقاد

میں اس کے لیے روتا ہوں تو وہ قہقہے لگا کر ہنستی ہے میں رتجگا برداشت کرتا ہوں اور وہ میٹھی نیند سوتی ہے

و تعمی مقلتی ان ماراتها
وعینها تعمی عن مرادی

میری آنکھ اس کو نہ دیکھے تو بے نور ہو جائے لیکن اس کی آنکھیں میری مراد کے معاملے میں بالکل نابینا ہیں

و تهجرنی بلاذنب تراه
فظلمی قد رات دون العباد

وہ بے سبب ہی مجھے چھوڑے رہتی ہے اگر میری طرف سے کوئی تقصیر ہے تو اس کے سوا اور لوگوں کو کیوں نظر نہیں آتی

واشکوها البعاد و لیس تصغی
الی الشکوی و تمکث فی ازدیاد

میں اس سے شکوہ فرقت کروں تو وہ میری بات پر کان دھرنے کے بجائے مزید جدائی اختیار کرلیتی ہے

وابذل مهجتی فی لثم فیها
فتمنعنی و ارجع منه صاد

میں اس کا منہ چومنے کے لیے اپنی جان چھڑکتا ہوں لیکن وہ منہ موڑلیتی ہے اور میں نہ مراد ہی رہتا ہوں

و اغتفر العظیم لها وتحصی
علی الذنب فی وقت العداد

میں اس کے مہا ظلموں سے بھی درگزر کرتا ہوں لیکن وہ میرے قصور گنتی ہے اور گنتی چلی جاتی ہے

واخضع ذلة فتزید تیها
وفی هجری اراها فی اشتداد

میں مسکینی عاجزی اختیار کرتا ہوں تو اس کا غرور اور بڑھتا ہے اور میں اسے اپنے ہجر میں ہمیشہ سرگرم پاتا ہوں

فماتنفك عنی ذات عز
وما انفك فی.... نادی

(شعر نامکمل ہونے کی وجہ سے ترجمہ نہ ہوسکا)

فما فی الذل للمحبوب عار

سبیل الجد ذل للمراد

محبوب کے لیے ذلت اختیار کرنا کوئی عار کی بات نہیں بلکہ کامیابی کا رستہ ہی یہ ہے کہ اپنے مقصد کے لیے عاجزی اپنائی جائے

رضا المحبوب لیس له عدیل

بغیر الذل لیس بمستفاد

محبوب کی رضا سب سے بڑھ کر ہے اور یہ بغیر عجز وانکسار کے حاصل نہیں ہوتی ہے

الا من منصفی من ظبی قفر

لقد اضحت مراتعه فوادی

ہے کوئی جو ان جنگلی ہرن کے معاملے میں مجھے انصاف دلائے جس کی چراگاہ میرا دل ہوا جاتا ہے

ومن عجب تهاب الاسد بطشی

ویمنعنی غزال من مرادی

اور تعجب ہے کہ شیر مجھے دبوچنے کو کیسے جھپٹا ہے اور اس اہوے

بیاباں کو میرے مدعا سے کیونکر دور لیے جاتا ہے

وماذاغیر ان له جمالا

تملك مهجتی ملك السواد

بات یہ ہے کہ وہ پیکرِ حسن ہے جو میرے دل کی ایسے ہی مالک ہے جیسے بادشاہ رعایا کا مالک ہوتا ہے

وسلطان الجمال له اعتزار

علی ذی الخیل و الرجل الجواد

اور بادشاہِ حسن کو بادشاہ اسپ وسپاہ و صاحبِ جود و عطا پر فوقیت حاصل ہوتی ہے۔

و هذا الفعل مغتفر وزین

اذا یوما ابیت علی میعاد

اور جب میں وعدہِ وصال پر کوئی دن بتاتا ہوں تو یہ رکاوٹیں قابل درگرز بلکہ باعثِ زینت بن جاتی ہیں

فان رضیت علی ارت محیا

بشوشا باالملاحة ظل بادی

پھر اگر محبوبہ مجھ سے خوش ہو جائے تو زندگی انتہائی خوش گوار وبامزہ ہوتی ہے جیسے گاوں کا ٹھنڈا گھنا سایہ

خلیلی ان اتیت الی یوما
بشیرا باالوصال و بالوداد

اے میرے ہمدم! تُو جو کسی روز مجھے اس کی ملاقات و محبت کی نوید جانفزا سنانے آئے

فنسفی بالبشارۃ ان ترمھا
فخذھا باالطریف و بالتلاد

اگر تیری چاہت ہو تو اس مژدہ نو اور قصہ پارینہ کے بدلے تیرے لیے میری جان بھی حاضر ہے قبول کر لینا

اذا ماالناس ترغب فی کنوز
فنبت العم مکتنزی و زادی [1]

لوگ جب خزانوں اور خزینوں کے طلب گار ہوں گے میرا خزانہ اور میرا توشہ تب بھی میری چچازاد محبوبہ ہی ہوگی

(1) امیر عبدالقادر رائد الکفاح الجزائری ص 169

نوٹ: اس کلام کا ترجمہ استاذ العلماء مولانا شہباز مدنی مدرس جامعۃ المدینہ گوجرانوالہ نے کیا ہے۔

بیوی کی آزمائش میں مبتلا ہونے والے فلسفی

ارسطو نے اپنی کتابیں اس کے ذکر سے بھر دی تھیں:

علامہ شمس الدین محمد بن محمود شہروزی اپنی کتاب نزهة الارواح و روضة الافراح فی تاریخ الحکما و الفلاسفه میں اس فلسفی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ”اس کی بیوی اس سے لڑ پڑی۔۔۔ایک عرصہ تک اسے برا بھلا کہتی رہی جبکہ زاہد فلسفی خاموشی سے سنتا رہتا۔ایک بار کپڑے دھوتے ہوئے انتہائی غصے میں آگئی کھڑے ہو کر دھلے کپڑوں کا گندہ پانی اس کے اوپر پھینک دیا فلسفی نے کتاب ایک جانب میں رکھتے ہوئے بس اتنا کہا:
>
> پہلے تیز ہوا بنی پھر گرجی اور اب برس بھی گئی۔“[1]

فلسفی زاہد بڑا حلیم اور عقل مند تھا کوئی بے وقوف بھی اس کو تیش نہیں دلا سکتا تھا ایک بار ایک انتہائی بد اخلاق اجڈ شخص کے پاس سے گزرا اس نے اسے گالیاں دینا شروع کر دیں فلسفی زاہد اس کے طرف متوجہ ہوئے بغیر چل دیا۔اس سے پوچھا گیا تم نے اسے جواب کیوں نہیں دیا؟ بولا:

> میں کوئے سے کبوتر کی غٹاغٹ اور سارس سے قمری کا نغمہ سننے کی

(1)کتاب نزهة الارواح و روضة الافراح فی تاریخ الحکما و الفلاسفه ص301رقم17

توقع نہیں رکھتا۔[1]

جہالت کا جواب جہالت سے نہیں دیا جاتا

اسی کے پیش نظر چند اشعار نقل کرتے ہیں جو جاہلوں کا جواب جہالت سے دینے کی بجائے توجہ نہ دینے پر دلالت کرتے ہیں

علامہ مختار سوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ای عقل لعاقل قابل الجاهل

هل ان سامه انتقاصا بجهل

جاہل سے مقابلہ کرنے والے عقل مند کو کون عقل مند کہے گا

اگر اس سے مقابلہ ہو جائے تو کیا جہالت کے ذریعے اس کا مقابلہ کرے گا؟

انما العقل ان یقابل ذو جهل

بحلم و ذو انتقاص بفضل

عقل مندی تو یہ ہے کہ جہالت کا مقابلہ حلم سے کیا جائے

اور بدلہ لیے جانے والے کو معاف کر دیا جائے

لاسمت نفسی الابیة ان

اسففت یوما الی تجاوب نذل[2]

(1) کتاب نزهة الارواح و روضة الافراح فی تاریخ الحکما و الفلاسفه ص 301 رقم 17

(2) معتقل الصحراء 142/1

میں اپنے نفس کو سیانہ نہ کہوں گا اگر کسی دن ذلیل کو جواب دینے پر
میرا نفس شرمندہ ہو۔

عمر بن مازوز بن جلیل رحمہ اللہ **فرماتے ہیں:**

اذا سبنی وغد تزیدت رفعة
وماالعار الا ان ترانی اساببه

جب کوئی خسیس مجھے گالی دے تو میری عزت بڑھ جاتی ہے مجھے
کوئی عار نہیں ہاں جبکہ میں بھی اسے گالی دوں تو یہ برا ہے

ولولم تکن نفسی علی کریمة
لامکنتها من کل وغد تجاوبه

اگر میرا نفس مجھ پر کرم نہ کرے تو میں ہر خسیس کو جواب دینا
شروع کردو

کفی حزنا لی ان وغدا مخاطبی
وبالوغد فخرا لویرانی نخاطبه [1]

اگر ذلیل کو میں مخاطب کروں تو یہی دکھ میرے لیے کافی ہے اور
ذلیل شخص فخر کرے گا اگر وہ دیکھے کہ میں اسے مخاطب کر رہا ہوں

[1] عنوان الاریب عمانشابالمملکۃ التونسیہ من عالم ادیب 132/1

ایک شاعر کہتا ہے:

شاتمنی عبد بنی مسمع
فصنت عنه النفس و العرضا

باتونی شخص مجھے گالیاں دے تو میں اپنی عزت اور جان اس سے بچاوں گا

ولم اجاوبه احتقار له
ومن يعض الكلب ان عضا [1]

میں حقارت کی بنا پر اسے جواب نہ دوں گا کہ کتا اگر کاٹ جائے تو تم بھی اسے کاٹو گے؟

روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں عزیزوں یا دیگر افراد کی جانب سے ملنے والی اذیتوں، گالیوں پر صبر کرنا اعلی اخلاق ہونے کے ساتھ ساتھ ہر زمانے کے علما، عقلا اور صلحا کا طریقہ رہا ہے۔

[1] اخبار ابی تمام ص 45

اے شادی کرنے والے کبھی بہار ہے تو کبھی خزاں

یہ حکایات دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ فائدوں اور حکمتوں سے بھرپور ہیں۔
شادی کرنے والا شخص یہ ہرگز نہ سمجھے کہ ساری زندگی شہد کی طرح میٹھی رہے گی۔
کبھی بہار ہو گی اور کبھی خزاں
شادی کا ارادہ رکھنے والے کے لیے ضروری ہے صبر کو تھامے رکھے۔۔۔۔

اور اپنے آپ کو ان انبیاء کرام جو تمام بنی آدم کے پیشوا ہیں کا پیرو کار بناتے ہوئے انہی کے اخلاق اپنائے۔ کبھی بھی طلاق کا کلمہ منہ پر نہ لائے کیوں کہ غضب و غصے میں صادر ہونے والا یہ کلمہ ساری عمارت گرا دیتا ہے۔

علیك باخلاق الکرام فانها
تدیم لك الذكر الجمیل مع النعم
ہمیشہ اچھے لوگوں کے اخلاق پر چلتے رہو ان اخلاق نعمت بھی ہے
اور دائمی نصیحت بھی

امام شافعی کے دوستوں سے شادی کے متعلق سوالات

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”میں چالیس سال تک اپنے شادی شدہ دوستوں سے شادی کے متعلق پوچھتا رہا کسی ایک نے بھی یہ نہیں کہا کہ شادی میں بھلائی ہے۔“

آپ فرماتے ہیں میرا ایک بھروسہ مند دوست کہہ رہا تھا:

”میں نے دین بچانے کے لیے شادی کی، میرا دین تو گیا ہی ساتھ میں میری ماں اور میرے پڑوسی کا دین بھی جاتا رہا۔“[1]

کاش شوہر یہ بات مان لیں

کاش۔۔۔۔۔۔ جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ حلم اور تحمل کا معاملہ نہ کرسکتا ہو وہ جلیل القدر تابعی بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ کی بات کہہ دیا کرے جو آپ نے اپنی بیوی سے کہی:

”اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ توں میرے پول کھول دے گی تو میں

(1) مناقب الشافی للبیہقی 191/2

تیرے پول بھی کھول دیتا"[1]۔انھوں نے اپنے غصے کو نافذ نہ کیا
،گھر بھی بچ گیا اور شادی کا بندھن بھی بندھا رہا۔

کاش بیویاں یہ بات پلے باندھ لیں

کاش۔۔۔۔وہ عورت جس کا شوہر غصے ہو جائے،اس کے غصے کی آگ بجھنے تک خاموشی اور چپ رہنے کی قسم کھا لے ۔اور ویسا کہے جیسا کہ اس عورت نے کہا جس سے امام شعیب بن حرب شادی کرنا چاہتے تھے۔

آپ نے اس سے کہا: میرا اخلاق اچھا نہیں ہے۔

تو اس عورت نے جواب دیا: میں آپ سے زیادہ بری ہوں کیوں کہ میں ہی تو آپ کو برے اخلاق کی طرف لے کر جاوں گی۔[2](یعنی نہ میں ایسی بات کرتی نہ آپ برا بھلا کہتے)

چاہیے کہ امام اسود کے اس قول پر عمل کرے جو آپ نے اپنی بیوی سے کہا آپ کے دو اشعار ہیں جو امام شافعی کو بہت پسند آئے۔

خذی العفو منی تستدیمی مودتی
ولا تنقطی فی سورتی حین اغضب

مجھے معاف کرتی رہ تو میری محبت ہمیشہ رہے گی جب میں غصہ

[1] الزہد لامام احمد ص367 ح1834

[2] اخبار الظراف والمتماجنین ص147

ہوں پھر مجھ سے کلام نہ کرنا

فانی رایت الحب فی الصدر و الاذی

اذا اجتمعا لم یلبث الحب یذھب [1]

کیوں کہ میں نے دیکھا ہے محبت اور اذیت جب ایک سینے میں جمع

ہوجاتے ہیں تو جلد محبت چلی جاتی ہے۔

اس پر عمل کرتے ہوئے شوہر کی محبت ہمیشہ رہے گی، ایسی عورت اپنے رب کو راضی رکھنے والی ہوگی اور صابرات کا ثواب پائے گی۔

اے اللہ! مسلمانوں کے گھروں آباد رکھ، میاں بیوی کے رشتوں کو قائم دائم رکھ اور مسلمانوں کے تعداد بڑھاتا رہ، یہ رشتے معاشرے کا حسن، محبت اور کامل اخلاق سیکھنے والے بن جائیں۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا(۷۴)	اے ہمارے رب ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

(1)مناقب الشافی للبیہقی 98/2

ختم شد

صلی اللہ علی سیدنا محمد النبی وآلہ واصحابہ وسلم تسلیما کثیرا

اس کتاب کا ترجمہ 25 مارچ 2021 کو شروع کیا اور 12 اپریل 2021 کو ختم ہوا۔

فرحان رفیق قادری عفی عنہ

مرد و عورت کی نفسیات پر مترجم کے کالمز!

خواتین کی لغت!

مرد و عورت دو مختلف مخلوقات ہیں ۔ان کی ظاہری باطنی ہیت، سوچ، احساسات، جذبات، مقاصد، ترجیحات سب مختلف ہیں۔

دونوں کی گفتگو میں استعمال ہونے والے الفاظ زبان ایک ہونے کی بنا پر ایک ہی ہوتے ہیں لیکن ان کا معنی اور مراد دونوں کے نزدیک مختلف ہوتا ہے۔

مرد سنجیدہ گفتگو میں جو الفاظ استعمال کرتا ہے ان کا معنی بالکل واضح ہوتا ہے۔

جبکہ خواتین کی گفتگو میں الفاظ اور معنی میں بہت تفاوت پایا جاتا ہے۔

یہ عورت کا عیب نہیں بلکہ مرد سے تخلیقی فرق ہے جو خالق کائنات میں صنف نازک میں رکھا ہے۔

خاندانوں کی بربادی، لڑائی اور بے سکونی کے پیچھے سے بڑی وجہ مرد و عورت کا ایک دوسرے کی سائیکالوجی سے ناآشنا ہونا ہی ہے۔

عورت اکثر "کبھی" "کسی" "کسی بھی" وغیرہ الفاظ کو حقیقی معنی کی بجائے حالیہ جذبے اور شدت کے اظہار کے لیے استعمال کرتی ہے۔

مثال سے سمجھیے:

ہم کبھی باہر نہیں گئے۔

آپ کبھی میری بات نہیں سنتے۔

میری کسی کو پرواہ نہیں۔

مرد اس کے جواب میں کہتا ہے:

پچھلے ہفتے تو ہم گئے باہر

میں ابھی بھی تمہاری بات سن رہا ہوں۔

اگر پرواہ نہ ہوتی تو تمہاری بات کیوں سنتا۔

عورت اپنی نفسیات کی بولی بول رہی اور مرد اپنی نفسیات سے حل کر رہا ہے۔
عورت کی گفتگو میں شاعرانہ انداز، استعارے تشبیہات کی بھرمار ہوتی ہے۔
ہم کبھی باہر نہیں گئے کا مطلب ہرگز ظاہری نہیں ہوتا بلکہ
"میرا کہیں آپ کے ساتھ جانے کو دل کر رہا ہے، تاکہ اکٹھے وقت گزر جائے گا۔
کیا خیال ہے؟ چلیں باہر"! وغیرہ ہوتا ہے
ایسے موقعوں جواب میں مرد کو "ناشکری ابھی پچھلے ہفتے لے کر گیا خوش نہیں ہوتی" کہنے کی بجائے ہمدردی اور اثبات کا اظہار کرتے ہوئے عورت کی گفتگو کے معنی کو سمجھتے ہوئے جواب دینا چاہیے کہ
ظاہر معنی مراد لینے سے بحث و مباحثہ کے سوا کچھ ہاتھ نہیں لگتا۔

مَردوں کی خاموش لغت

جہاں خواتین اظہارِ دکھ اور غم؛ جذباتی الفاظ کے ذریعے کرتیں ہیں وہیں مردوں کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔

مَردوں کو جب کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے تو وہ چپ سادھ لیتے ہیں۔

گویا کہ وہ کسی ویرانے میں پناگزیر ہوجاتے ہیں، جس کے کنارے پر بڑے بڑے سانپ اور بچھو ہوں۔

مَردوں کی اس خاموشی کا مقصد یکسوئی حاصل کرنا، اپنی پریشانی اور پرابلم سے نکلنے کی تدابیر سوچنا ہوتا ہے جبکہ خواتین کو مردوں کی خاموشی سوئیوں کی طرح چبتی ہے۔

خواتین کی جانب سے اس خاموشی کو توڑنے کے لیے خلوصِ نیت کے ساتھ کیے جانے والے ہر اقدام کا ردِ عمل برا ہی نکلتا ہے۔

مثال سے سمجھیے:

خاموشی کے بعد عورت کی جانب سے کیے جانے والے سوالات:

کیا مسئلہ ہے سب ٹھیک تو ہے؟

مرد: میں ٹھیک ہوں۔

عورت کے نزدیک اس جملے کا مطلب:

میں ٹھیک ہوں مجھے پرواہ نہیں، میں کسی سے بات شیئر کرنا نہیں چاہتا

مجھے تم پر بھروسہ نہیں ۔

مرد کے نزدیک جملے کا مطلب:

ہاں ٹھیک ہوں میں خود ہی مسئلہ حل کر لوں گا کوئی بات نہیں ۔

اسی طرح "سب ٹھیک ہے" کا مطلب مردوں کے نزدیک:

مسئلہ تو ہے لیکن تمہارا قصور نہیں میں خود اسے حل کر لوں گا تم مشورے دے کر یا سوال کر کے توجہ نہ ہٹاو۔

عورت کے نزدیک مطلب:

ابھی تک ٹھیک ہے لیکن غلطی تمہاری ہے اس لیے بات مت کرو فی الحال۔

مرد: کوئی خاص بات نہیں

مطلب کہ بات بڑی نہیں ہے میں نمٹ لوں گا بس توجہ دینے دو مجھے؛ پریشان نہ ہو۔

عورت کے نزدیک مطلب یہ نکلتا ہے:

تم چھوٹی سی چیز کا بتنگر بنا رہی ہو خاص بات نہیں ہے لیکن تم بات کر بڑھا دو گی۔

گویا کہ مرد ویرانوں میں چلے گئے اور خاتونِ خانہ نے کناروں پر جا کر زبردستی پوچھنا چاہا تو سانپ اور بچھوں اسے ڈس لیتے ہیں یعنی پریشان حال خاموش مرد پھر غصے سے بولتا اور بہت کچھ کہہ دے دیتا ہے۔ جس سے رشتوں میں دڑاڑیں پڑنا شروع ہو جاتی ہیں۔

مرد جب ایسے ویرانوں میں جاتے ہیں تو ان کی واپسی بھی جلد ہو جاتی ہے۔
عورتوں کو اس پر صبر کرنا چاہیے. اِن کے جذبہِ خیر خواہی میں رتی برابر بھی شک نہیں کہ شوہر نامدار کا دکھ بانٹنا چاہتی ہیں لیکن یہ بھول جاتی ہیں کہ مرد کی فطرت عورت سے الگ ہے۔ پریشانی اور دکھ میں خاموش رہ کر یکسوئی کے ساتھ مسئلہ حل کرنا چاہتا ہے۔ مفت مشوروں، بلاوجہ کے سوالوں سے معاملہ سلجھنے کی بجائے اور الجھ جاتا ہے۔

ایسی حالت میں عورت کو کسی کام میں مشغول ہو جانا چاہیے اور بغیر پوچھ گچھ کے نارمل طریقے سے رہنا چاہیے کہ مرد جلد ہی خاموشی کے ویرانے سے باہر نکل کر بالکل نارمل ہو جائے گا۔

مرد کی فطرت الاسٹک ربڑ کی طرح ہے

عورتوں میں یہ جملہ بہت عام پایا جاتا ہے میرا شوہر پہلے جیسا نہیں رہا، وہ بدل گیا ہے اس کی محبت ختم ہوگئی ہے، پہلے ساتھ چمٹا رہتا تھا، سب کچھ اکٹھے ہوتا، اب سب بدل گیا وغیرہ وغیرہ

یاد رکھیے!

محبت کرنے والے مرد کی محبت نہیں بلکہ اندازِ محبت بدل جاتا ہے۔ کیونکہ محبت پر قائم ہونے والے رشتے کی؛ زمانے کے بدلنے کے ساتھ ذمہ داریاں بھی بدل جاتی ہیں، خاندان بنانے اور بسانے کے لیے دماغی، جسمانی یا روحانی طور پر مرد کا خاندان سے کبھی کبھار عارضی دوری کی چاہت رکھنا فطری عمل ہے۔

مرد کو قرآن نے حاکم بنایا وہی گھر کا کرتا دھرتا ہے۔ بوجھ یکسوئی کے بغیر اٹھانا ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہوتی ہے کہ مرد محبت کی بنیادوں پر قائم ہونے والی عمارت کے لیے دور دراز کا نہ صرف سفر کرتا بلکہ بعض اوقات پاس ہو کر بھی تنہائی کی تمنا کرتا ہے۔

یہ تنہائی، خاندان سے کچھ لمحے دور چلے جانا یا دوستوں سے ملنا جلنا اس کی جسمانی، دماغی، روحانی قوت کو ترو تازہ کرتا اور رشتے کو مضبوط کرتا ہے۔

مرد کی اسی عادت کو ماہرین نفسیات نے الاسٹک ربڑ سے تعبیر کیا ہے کہ مرد ایک ربڑ کی طرح ہے۔

الاسٹک ربڑ کھینچ کر دوسرے کنارے سے دور چلا جاتا لیکن یہ دوری عارضی ہوتی ہے کہ جونہی اس کو چھوڑا جائے تو جلد تیزی سے واپس پلٹ آتا ہے۔

man are from mars and woman are from venus

میں لکھا ہے (مفہوما) کہ مرد الاسٹک ربڑ کی طرح ہے جس طرح وہ کھینچ کر گھر سے بعض اوقات دور چلا جاتا ہے اسی طرح وہ واپس بھی ضرور آتا ہے اس کا دور جانا، تنہائی کو پسند کرنا اس کا عیب نہیں بلکہ فطرت کا تقاضا ہے کہ اس کا مقصد معاملات کو یکسوئی سے حل کرنا اور دماغ کو ترو تازہ کرنا ہوتا ہے جب تنہائی میں اپنے معاملات سلجھا لیتا ہے تو اسی محبت بلکہ اس سے زیادہ کے ساتھ مرد واپسی کا رخ کرتا ہے جسے عورت کے ہاں عجیب ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے جبکہ عورت کو مرد کی یہ فطرت قبول کرنی چاہیے۔

اگر ایسا نہ ہو تو فطرتی لچک اور الا سٹیسٹی ختم ہو جاتی ہے۔جس کی بنا میاں بیوی چڑچڑے اور بد مزاج ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

یاد رکھیے! محبت، پیار اور حقوق وہی فطرتی ہیں جو اسلام کے مطابق ہوں مرد و عورت دو الگ مخلوقات ہیں ان کی عادات اطوار سوچ مزاج سب جدا ہیں اسی طرح ان کو انہی کے مطابق قبول کرنا ضروری ہے۔

رشتوں میں غیر ضروری پابندیاں اور تکلیف مالایطاق (ایسے تقاضے جو مرد یا

عورت پورے نہ کرسکیں) شرائط ڈالنا محبت نہیں بلکہ فساد ڈلوانے کے مترادف ہے۔

لہذا حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک دوسرے پر اعتماد اور ایک دوسرے کے فطرتی جذبات، خیالات اور خواہشات کا احترام کرنا چاہیے اور جن پر انسان پورا اتر سکے اتنی ہی توقعات لگانی چاہیں ۔

عزت کا جنازہ

ایک شخص نے اپنا واقعہ بتایا تقریبا دس بارہ سال پہلے کی بات ہے گرمیوں کے ایک رات چھت پر سونے کے لیے گئے تو قریبی گھر سے شور شرابا سنائی دیا، ایک بیٹا اپنی ماں کو دیر تک گالیاں دیتا اور شور مچاتا رہا کہ تم نے ہمارا منہ کالا کر دیا، عزت کا جنازہ نکال دیا کہیں کا نہیں چھوڑا،

خاموش رات کا شور تقریبا پورے محلے نے ہی سنا ہو گا۔

سیاق و سباق سے یہی معلوم ہوا کہ عورت کسی فعل بد کا مرتکب ہوئی تھی جس بنا پر جوان اولاد کی غیرت جاگ گئی تھی۔ اور ماں کی بچی کچی عزت کو نیلام کر رہی تھی۔

انسان خطا و نسیان کا پتلا ہے چھوٹی سے لے کر بڑی غلطیاں نہ صرف کر سکتا بلکہ کرتا بھی ہے۔

البتہ عزت کا جنازہ دھوم دھام سے اس وقت نکلتا ہے جب بات گھر سے باہر جاتی ہے۔

اور ہمارے معاشرے کے کثیر افراد اپنی عزت کا جنازہ "باغیرت" بن کر خود اپنے ہی ہاتھوں نکال دیتے ہیں۔ایسی دو نمبر غیرت کو تھوڑا کنٹرول کیا جائے تو بڑے بڑے معاملات گھر کی چار دیواری میں خاموشی سے حل ہو سکتے ہیں۔

حقیقی اور مصنوعی دنیا کا ہماری خوشیوں پر اثر

دنیا اس وقت دو قسموں میں منقسم ہو چکی ہے

حقیقی اور مصنوعی

حقیقی دنیا کا تعلق ہماری ظاہری زندگی سے ہے۔

اس دنیا میں خوشیاں کم دکھ زیادہ، فراغت کم مشغولیت زیادہ اور سکون کم ٹینشن زیادہ ہے۔

اس دنیا کا کالا کالا ہی ہے، خوب صورت ایک حد تک خوبصورت۔۔۔

اس دنیا کے درختوں، پتوں پر گرد جمی ہونے کی وجہ سے ان کا رنگ گندمی ہو چکا ہوتا ہے، گنجان آباد شہر کی سڑک کو کھڑے ہو کر دیکھا جائے تو گرمی کی شدت، پیاس، ٹریفک کا شور اور پلوشن ہی دیکھائی دیتی ہے۔

ہاں! یہ دنیا خوب صورت بھی ہے سر سبز و شاداب علاقے، پہاڑوں کی تہے، رشتوں کی مٹھاس اور خوبصورتی اسی دنیا کی زینت ہے۔

البتہ اس دنیا کی ایک حد فطرت ہے۔اور۔ فطرت سے آگے تباہی ہے۔

مرد کی طاقت اتنی ہی ہے جتنی فطرت تقاضا کرتی ہے اس سے آگے کمزوری۔۔۔

عورت کا حسن اتنا ہی ہے جتنا فطرتاً ہونا چاہیے، کچھ نا کچھ عیب ضرور ہوتے ہیں۔

یہاں کوئی سپر مین ۔۔بلا مین ۔۔مکڑی مین۔۔ نہیں ۔۔یہاں سپر مین سپر کردار

والا شخص ہی ہوتا ہے۔

یہاں شوہر کی اکثر محبت؛ محنت مزدوری کے ذریعے بیوی بچوں کا پیٹ پالنے والی ہوتی ہے، یہاں کی بیوی پسینے میں شرابور گھر کی صفائی کرنے اور کھانے بنانے والی ہوتی ہے۔یہاں کا مرد ایک مرد کی طاقت رکھنے والا، عورت جلد جسمانی تعلق سے بیزار ہونے والی ہے۔

الغرض یہ دنیا خوشیوں سے مالامال تو ہے لیکن دکھ پریشانیاں، مجبوریاں اور ذمہ داریاں ان خوشیوں پر غالب ہیں یہاں ہر چیز فطرت کے مطابق ہے۔

مصنوعی دنیا:

مصنوعی دنیا کو اس حقیقی دنیا کے باشندوں نے مختلف اغراض کے لیے بنایا ہے اس کا تعلق فیس بک، یوٹیوب، ٹک ٹاک ،سنیک وڈیو ،سنیپ چیٹ ،انسٹا گرام، فلم اور ڈرامہ انڈسٹری، الیکٹرانک اور سوشل میڈیا وغیرہ سے ہے۔

یہ دنیا بھی حقیقی دنیا سے تعلق رکھنے والوں لوگوں کی ملکیت ہے۔ البتہ یہ حقیقی دنیا کی طرح نہیں بلکہ اس کا مالک اس کو جیسا چاہے ویسا بنا کر پیش کر سکتا ہے۔

یہاں کا کالا گورا۔۔۔اور۔۔۔گورا اخیر ہی گورا ہوتا ہے۔یہاں کوئی بھی بدصورت نہیں بلکہ حسین وجمیل چہرے اور مسکراہٹوں والے لوگ ہوتے ہیں۔

یہاں کا مرد انتہائی ہینڈسم ایک پل میں سینکڑوں عورتوں کو اپنا گرویدہ کر دینے والا

ہوتا ہے۔

یہاں کی عورت خود کو حوروں سے کم نہیں سمجھتی۔ حسن پر اتنی ملمع کاری کی جاتی ہے کہ ایک عام سادہ سی عورت بھی انتہائی خوب صورت اور سحر انگیز ہو جاتی ہے کہ لاکھوں نوجوانوں کے دلوں میں پل بھر میں آگ لگا دے۔

یہاں ایک سادہ سی سڑک کی لی گئی فوٹو فلٹرز کے ذریعے فطرتی حسن سے آگے گزرتی ہوئی نظر آتی ہے کہ اسی جگہ کو اصل میں دیکھنے والا یہ ماننے سے انکار کر دیتا ہے کہ فوٹو فلاں جگہ کی ہے۔

یہاں کے لوگوں کے تعلقات مثالی ہوتے ہیں۔

لڑکے لڑکیاں ایک دوسرے پر جان نچھاور کرنے والے، ایک دوسرے کو بیش بہا اور مہنگے تحفے دے کر مجنوں بننے والے، پیار و محبت، حسن اخلاق اور وفا کے پیکر دیکھائی دیتے ہیں۔

Relationship vibes پر بنی وڈیوز تو دنیا کے خوش ترین جوڑے کو حیران کر دے کہ ہم تو کچھ نہیں۔

اور پھر گہرائی میں جایا جائے تو یہاں کا مرد چالیس مردوں کی طاقت رکھنے والا اور عورت تعلق کی اتنی پیاسی کے اپنے مرد کو چند لمحوں میں کھا جانے والی دیکھائی دیتی ہے۔

حقیقی دنیا کا باشندہ جب مصنوعی دنیا میں جھانکتا ہے تو ادھر کا ہو کر ہی رہتا

ہے۔ حقیقی دنیا سے نفرت کرتا اور مصنوعی دنیا پر جان لٹا دینا چاہتا ہے۔ حقیقی رشتوں اور کرداروں کی شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا حتی کہ اس کی بیوی دنیا کی حسین ترین عورت کیوں نہ ہو لیکن وہ مصنوعی دنیا کی عورت ہی تلاشتا ہے۔

اسی طرح حقیقی دنیا کا مرد سب کچھ فدا کرنے والا ہی کیوں نہ ہو لیکن عورت کے دل میں مصنوعی دنیا میں رہنے والے مردوں کی چاہ ہوتی ہے۔

جبکہ یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ مصنوعی دنیا ایک جھوٹ فریب اور دھوکے کے سوا کچھ نہیں۔

یہاں کا انتہائی خوش: حقیقت میں کم خوش

انتہائی خوبصورت حقیقت میں ظاہری عیبوں والا، تعلقات کا ماہر حقیقت میں انتہائی بداخلاق (الاماشاء اللہ) نظر آتا ہے۔

حقیقی دنیا میں بسنے والے لوگوں کو جب غور سے دیکھا جائے تو دن بدن ان کے تعلقات خراب ہوتے ہوئے دیکھائی دیتے ہیں۔

آپس میں ناچاقیاں لڑائی جھگڑے، نفرت، بے وفائیاں اور دھوکہ دہی کے معاملات دن بدن گھر گھر میں بڑھتے چلتے جارہے ہیں۔

اس کی اصل وجہ حقیقی دنیا کے لوگوں کا مصنوعی دنیا کے لوگوں جیسے لوگ طلب کرنا ہے۔

شوہر ٹک ٹاکر جیسا نہیں، بیوی سٹار جیسی نہیں، موسم فلٹرز جیسا نہیں حسن سنیپ چیٹ جیسا نہیں۔

نتیجتاً حقیقی دنیا کے لوگ ایک دوسرے سے نفرت ہی کریں گے حالانکہ جس دنیا کے پیچھے وہ پڑے ہیں وہ تو ہے ہی مصنوعی۔ حقیقت میں اس وجود ناپید ہے۔

مصنوعی دنیا کو دیکھتے ہوئے حقیقی دنیا کو برباد کرنے والے لوگ انتہائی بے وقوف، احمق اور دھوکہ کھانے والے ہوتے ہیں۔

لہذا حقیقی رشتوں اور محبتوں کی قدر کیجیے حقیقی خوشی نصیب ہوگی۔